بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.ahlulhadeeth.net

الجہاد فی سبیل اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلاَمُ عَلیٰ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ، اَمَّا بَعْدُ !

جہاد کا مادہ ''جہد'' ہے جس کا مطلب کسی مقصد کے حصول کے لئے بھرپور کوشش اور دوڑ دھوپ کرنا ۔ یہ لفظ جب اسلامی اصطلاح کے طور پر استعمال ہوتا ہے تو ''جہاد فی سبیل اللہ'' کے الفاظ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے جس کا مطلب ہے اللہ کی راہ میں سعی اور کوشش کرنا' یعنی دین اسلام کے غلبہ' دین اسلام کے تحفظ اور دین اسلام کی دعوت اور اشاعت کے لئے بھرپور سعی اور کوشش کرنا ۔ جہاد کی تین اقسام ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک سے ظاہر ہے ۔

﴿جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ وَ اَلْسِنَتِكُمْ﴾

''یعنی مشرکین کے ساتھ اپنے مالوں' اپنی جانوں اور اپنی زبانوں سے جہاد کرو۔'' (ابوداؤد) مال سے جہاد یہ ہے کہ دین اسلام کے غلبہ' دین اسلام کے تحفظ اور دین اسلام کی دعوت و اشاعت پر اپنا مال خرچ کیا جائے ۔ جان سے جہاد یہ ہے کہ زمانہ امن میں اپنے جسم و جان کی تمام صلاحیتیں مذکورہ مقاصد کے حصول کے لئے صرف کر دی جائیں اور زمانہ جنگ میں مذکورہ مقاصد کے حصول کی خاطر میدان جنگ میں دشمنان سے مقابلہ کیا جائے انہیں قتل کیا جائے اور اپنی جان کا نذرانہ شہادت کی صورت میں اللہ کے حضور پیش کیا جائے ۔ جہاد کی اس صورت کے لئے قرآن مجید میں ''قتال فی سبیل اللہ'' کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں قتال فی سبیل اللہ کو جہاد بالسیف بھی کہا جاتا ہے ۔ زبان سے جہاد یہ ہے کہ مذکورہ مقاصد کے حصول کی خاطر اپنی زبانوں سے مسلمانوں کے جذبات ابھارے جائیں اور دشمنان اسلام کے حوصلے پست کئے جائیں ۔

زیر نظر کتاب کا موضوع چونکہ جہاد بالسیف یا قتال فی سبیل اللہ ہے لہذا جہاں کہیں بھی جہاد کا لفظ استعمال ہوگا اس سے مراد جہاد بالسیف یا قتال فی سبیل اللہ ہی ہوگا ۔

جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت

قرآن و حدیث میں جہاد فی سبیل اللہ کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے ۔ قرآن مجید کی چند آیات کا خلاصہ درج ذیل ہے :

۱- اللہ تعالیٰ نے مجاہدین سے بلندی درجات' مغفرت اور اپنی رحمت کا وعدہ فرمایا ہے ۔ (سورہ نساء آیت نمبر ۹۶)

۲- اللہ کی راہ میں مرنے اور مارنے والوں کے لئے اجر عظیم ہے۔ (سورہ نساء آیت نمبر ۷۴)

۳- قتال کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمائے گا ان کی نصرت فرما کر کفار و مشرکین کو ذلیل و رسوا کرے گا۔ (سورہ توبہ آیت نمبر ۱۴-۱۵)

۴- قتال کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ نے نہروں بھری جنت میں بہترین اور عمدہ گھروں کا وعدہ فرمایا ہے۔ (سورہ صف آیت نمبر ۱۲)

جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت میں چند احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں:

۱- جہاد کی نیت سے چند گھنٹے سفر کرنا روئے زمین کی ساری دولت سے افضل ہے۔ (مسلم)

۲- گھڑی بھر کے لئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا لیلۃ القدر میں حجر اسود کے قریب قیام کرنے سے بہتر ہے۔ (ابن حبان)

۳- اونٹنی کا دودھ دوہنے کے وقت برابر جہاد کرنے والے پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (ترمذی)

۴- اللہ کی راہ میں ایک تیر چلانے کا ثواب ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ)

۵- قیامت کے روز مجاہدین کے درجات سب سے بلند ہوں گے۔ (مسلم)

۶- مجاہد جب تک جہاد میں رہتا ہے اسے مسلسل روزے رکھنے، مسلسل قیام کرنے اور مسلسل رکوع و سجود کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (نسائی)

۷- مجاہد اور شہید، فرشتوں سے افضل ہیں اور قیامت کے روز بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ (حاکم)

۸- قیامت کے روز شہید تازہ خون کے ساتھ اللہ کے دربار میں حاضر ہوگا، جس سے مشک کی خوشبو آ رہی ہوگی۔ (بخاری)

۹- شہداء کی روحیں دوبارہ دنیا میں آ کر شہید ہونے کی تمنا کرتی ہیں۔ (مسلم)

۱۰- جنت میں سب سے زیادہ خوبصورت گھر شہداء کے ہوں گے۔ (بخاری)

۱۱- شہید قیامت کے روز اپنے اعزہ و اقارب میں سے ستر (۷۰) افراد کی سفارش کر سکے گا۔ (ابن ماجہ)

قرآن و حدیث میں جہاد کی تعلیم اور ترغیب کو سامنے رکھتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر ایک نظر ڈالی جائے تو یہ بات سو فیصد درست نظر آتی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مبارک:

"لَوَدِدْتُ اَنْ اُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلُ"

"یعنی میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا

جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں''۔ (بخاری و مسلم وغیرہ) محض امت کو جہاد کی ترغیب دلانے یا جہاد کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے نہ تھے بلکہ صادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دل کی گہرائیوں سے یہ خواہش رکھتے تھے کہ وہ اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی جان کا نذرانہ پیش کریں لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی مصلحت اور حکمت کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خواہش پوری نہیں فرمائی۔

جہاد کے لئے قرآن وحدیث کی تعلیم اور سنت مطہرہ کی ترغیب کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زندگی سے کہیں زیادہ موت سے محبت کرتے تھے جہاد پر نکلنے کے بعد اپنے بال بچوں میں واپس آنے کی بجائے اپنے اللہ کے پاس پہنچنا زیادہ محبوب رکھتے تھے۔

جنگ بدر میں ایک صحابی حضرت عوف بن حارث رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ''یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ بندے کی کس بات سے (خوش ہو) کر مسکراتا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس بات سے کہ بندہ خالی جسم (یعنی حفاظتی ہتھیاروں کے بغیر) اپنا ہاتھ دشمن کے اندر ڈبو دے۔'' یہ سن کر حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے اپنے بدن سے زرہ اتار پھینکی اور تلوار لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑے حتی کہ خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے۔

غزوہ احد کی تیاری ہو رہی تھی قبیلہ بنوسلمہ کے ایک سفید ریش بزرگ حضرت عمرو بن جموح سلمی رضی اللہ عنہ ایک پاؤں سے لنگڑاتے ہوئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور شکایت کی کہ ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے چار بیٹے ہیں یہ خود تو جہاد میں شریک ہونا چاہتے ہیں لیکن مجھے جہاد پر جانے سے روک رہے ہیں۔ اللہ کی قسم میں تو لنگڑاتا ہوا جنت میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔'' حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ بڑھاپے اور ایک ٹانگ سے معذور ہونے کی وجہ سے جہاد پر جانے کے مکلف نہ تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جذبہ جہاد سے اس قدر متاثر ہوئے کہ بیٹوں سے ارشاد فرمایا ''اپنے باپ کو جہاد پر جانے دو شاید اللہ تعالیٰ انہیں شہادت نصیب فرما دے۔'' چنانچہ حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ یہ دعا کرتے ہوئے گھر سے نکلے ''الٰہی! مجھے شہادت نصیب فرما اور مجھے ناامید گھر واپس نہ لانا۔'' ایک ٹانگ سے معذور ہونے کے باوجود میدان جنگ میں بڑی بے جگری سے لڑے ساتھ ساتھ یہ فرماتے ''میں تو جنت کا متلاشی ہوں' میں تو جنت کا مشتاق ہوں۔'' حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کا ایمان صادق اور جذبہ کامل بارگاہ رب العزت میں شرف باریاب ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ لڑتے لڑتے شہادت کے بلند مرتبہ پر فائز ہوئے۔

جنگ احد میں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ پھیلی تو بہت سے صحابہ کرامؓ حوصلہ ہار بیٹھے حضرت

انس بن نضر رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا تو پوچھا کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟'' صحابہ کرامؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے ہیں (اب جنگ کس لئے؟) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اب تم لوگ بھی زندہ رہ کر کیا کرو گے؟ اٹھو اور جس چیز پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جان دی ہے اسی پر تم بھی جان دے دو۔'' حضرت نضر بن انس رضی اللہ عنہ آگے بڑھے تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ملے پوچھا ''انس! کہاں جا رہے ہو؟'' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''جنت کی خوشبو کے کیا کہنے' احد پہاڑ کی دوسری طرف سے مجھے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔'' آگے بڑھے مشرکین سے دو دو ہاتھ کئے اور راہ حق میں جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ جنگ کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ کے جسم پر نیزے' تلوار اور تیر کے اسی (۸۰) سے زیادہ زخم پائے گئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ ایک جہاد میں شرکت سے پہلے ایک جگہ اکٹھے ہوئے اور دونوں نے دعا مانگنے اور ایک دوسرے کی دعا پر آمین کہنے کا عہد کیا۔ پہلے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے درج ذیل دعا مانگی۔ ''الٰہی! کل جو دشمن میرے مقابلے میں آئے وہ بڑا بہادر اور جنگجو ہو' الٰہی تو مجھے اتنی ہمت اور طاقت عطا فرما کہ میں تیری راہ میں اس کو قتل کروں۔'' اس دعا پر حضرت عبداللہ نے آمین کہی۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ دعا مانگی۔ ''الٰہی! کل میرا مقابلہ ایسے دشمن سے ہو جو نہایت طاقتور اور جنگجو ہو مجھے اس کے ہاتھ سے شہادت نصیب ہو' وہ میرے کان ناک کاٹ ڈالے جب میں تجھ سے ملوں اور تو مجھ سے پوچھے کہ اے عبداللہ! یہ تیرے ناک کان کیوں کاٹے گئے تو میں کہوں کہ ''اے اللہ! تیرے لئے اور تیرے رسول کے لئے۔'' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی دعا پر حضرت سعد نے آمین کہی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعا قبول فرمائی چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دوران جنگ ایک نامی گرامی مشرک کو قتل کیا جبکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ابن اخنس ثقفی کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا۔ اس کے بعد ان کی لاش کا مثلہ کیا گیا ان کے کان ناک اور ہونٹ کاٹ کر ہار بنایا گیا حضرت سعد نے لاش دیکھی تو بے اختیار پکار اٹھے ''واللہ! عبداللہ کی دعا میری دعا سے بہتر تھی۔''

جذبہ جہاد اور شوق شہادت کی تڑپ میں صحابیات رضی اللہ عنہن بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کسی طرح پیچھے نہ تھیں حضرت خنساء بنت عمرو رضی اللہ عنہا پیرانہ سالی کے باوجود جنگ قادسیہ میں اپنے بیٹوں کے ساتھ شریک ہوئیں۔ جنگ سے پہلے اپنے بیٹوں کے سامنے یہ ولولہ انگیز تقریر کی۔ ''میرے بیٹو! تم اپنی خوشی سے اسلام لائے اپنی خوشی سے ہجرت کی اس اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو اسی طرح تم ایک باپ کی اولاد ہو

تمہارا نسب بے عیب اور تمہارا حسب بے داغ ہے سمجھ لو کہ جہاد فی سبیل اللہ سے بڑھ کر کوئی کارثواب نہیں آخرت کی دائمی زندگی دنیا کی فانی زندگی سے کہیں بہتر ہے کل اللہ کی نصرت کی دعاء مانگتے ہوئے دشمنوں پر ٹوٹ پڑنا اور جب دیکھو کہ لڑائی کا تنور خوب گرم ہے اور جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے ہیں تو خاص آتش دان میں گھس جانا اور دیوانہ وار تلوار چلانا۔ ہو سکے تو دشمن کے سپہ سالار پر حملہ آور ہونا کامیاب رہے تو بہتر اور اگر شہادت نصیب ہوئی تو یہ اس سے بھی بہتر ہے کہ آخرت کی فضیلت کے مستحق ہو گے۔ اگلے روز معرکہ کارزار گرم ہوا تو ضعیف العمر خاتون نے اپنے ناتواں ہاتھ بارگاہ الٰہی میں اٹھا دیئے ''الٰہی ! میری متاع عزیز یہی تھی جو میں نے تیرے سپرد کر دی ہے۔'' جنگ ختم ہوئی تو اس جری اور حوصلہ مند خاتون نے باری باری اپنے چاروں بیٹوں کی شہادت کی خبر سنی تو پھر اپنے دست ناتواں بارگاہ الٰہی میں پھیلا دیئے ''اس اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اپنے بیٹوں کے قتل سے مشرف کیا اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ قیامت کے دن مجھے اپنے بچوں کے ساتھ سایہ رحمت میں جگہ دے گا''

جذبہ جہاد اور شوق شہادت سے متعلق ہم نے تاریخ اسلام کے چند واقعات تحریر کئے ہیں ورنہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جہاد ان کی روزمرہ زندگیوں میں اسی قدر رچ بس چکا تھا کہ ان کے نزدیک جہاد کے بغیر اسلامی زندگی کا تصور نا تمام اور ادھورا تھا اس کا کچھ اندازہ حضرت عبداللہ بن مبارک کے ان اشعار سے لگایا جاسکتا ہے جو انہوں نے جہاد پر روانہ ہوتے ہوئے اپنے ایک ساتھی حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کو لکھوائے تھے۔

یَا عَابِدَ الْحَرَمَیْنِ لَوْ اَبْصَرْتَنَا ۔۔۔ لَعَلِمْتَ اَنَّکَ فِی الْعِبَادَۃِ تَلْعَبُ

مَنْ کَانَ یَخْضِبُ خَدَّہٗ بِدُمُوْعِہٖ ۔۔۔ فَنُحُوْرُنَا بِدِمَائِنَا تَتَخَضَّبُ

رِیْحُ الْعَبِیْرِ لَکُمْ وَ نَحْنُ عَبِیْرُنَا ۔۔۔ رَھْجُ السَّنَابِکِ وَالْغُبَارُ الْاَطْیَبُ

(ابن کثیر)

ترجمہ ''اے حرم مکہ اور حرم مدینہ میں بیٹھ کر عبادت کرنے والے اگر کبھی تو ہمارا حال دیکھ لے تو تجھے معلوم ہو جائے کہ تیری عبادت تو محض کھیل ہے ایک وہ شخص ہے جس کے آنسو اس کے رخساروں کو تر کرتے ہیں اور دوسرے ہم لوگ ہیں کہ اپنی گردنیں اللہ کی راہ میں کٹوا کر اپنے ہی خون میں نہا لیتے ہیں تمہارے لئے ''اگر'' کی خوشبوئیں اور ہمارے لئے گھوڑوں کی ٹاپوں کی خاک اور پاکیزہ غبار ہی ''اگر'' کی خوشبو ہے۔

ہارون رشید رحمۃ اللہ (۱۷۰ ہجری تا ۱۹۳ ہجری) نے ایک مرتبہ عظیم محدث ابو معاویہ رحمۃ اللہ علیہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنی ''میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں اور مارا جاؤں پھر جہاد کروں پھر مارا جاؤں پھر

جہاد کروں پھر مارا جاؤں (مسلم) حدیث سن کر ہارون رشید اتنا رویا کہ ہچکی بندھ گئی اور اس کے بعد اس نے ساری زندگی کیلئے معمول بنالیا کہ ایک سال حج کے لئے جاتا اور ایک سال جہاد میں شریک ہوتا۔

قرآن وحدیث کی تعلیمات حیات طیبہ کی ترغیبات اور قرون اولیٰ کی پاکباز ہستیوں کے طرز عمل نے مسلمانوں کے اندر جہاد اور شہادت کا وہ جذبہ اور ولولہ پیدا کر دیا ہے کہ ہر زمانے میں مجاہدین کے محیر العقول کارنامے کبھی دنیا کے اس خطے میں بکثرت ملتے ہیں۔ برصغیر ہندوپاک میں تحریک شہیدین انیسویں صدی میں جہاد فی سبیل اللہ کی بڑی ولولہ انگیز اور ایمان پرور تحریک تھی جس نے قرون اولیٰ کی یادیں تازہ کر دیں۔

۱۶۱۲ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی تاجروں کے بھیس میں برصغیر ہند میں وارد ہوئی اور آتے ہی برصغیر پر اپنا تسلط قائم کرنے کے لئے عیارانہ چالوں اور مکارانہ سازشوں کا جال پھیلانا شروع کر دیا۔ ۱۶۶۸ء تک ہندوستان کی تینوں اہم بندرگاہوں کلکتہ، بمبئی اور مدراس پر ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنا قبضہ جمالیا۔ ہندوستان پر انگریزوں کے پھیلتے ہوئے منحوس سایوں کو ہندوستان کی دو عبقری شخصیتوں نے بھانپ لیا اولاً بنگال کے حکمران سراج الدولہ نے ثانیاً میسور کے حاکم حیدر علی نے سراج الدولہ کو ۱۷۰۷ء میں جنگ پلاسی میں شکست دے کر انگریزوں نے سارے ہندوستان پر اپنے تسلط کا راستہ ہموار کر لیا۔ ۱۷۹۹ء میں سرنگاپٹم کے مقام پر حیدر علی کے بیٹے شجاعت اور بسالت کے پیکر سلطان ٹیپو کو شہید کیا گیا تو انگریز جنرل نے سلطان کی نعش پر کھڑے ہو کر بڑے مسرت سے یہ الفاظ کہے "آج کے بعد ہندوستان ہمارا ہے۔" چنانچہ ۱۸۰۳ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے نمائندہ نے بادشاہ سے ملکی انتظام کا پروانہ بزور لکھوا کر اعلان کر دیا "خلق خدا کی، ملک بادشاہ سلامت کا، حکم کمپنی بہادر کا" یہ صورت حال دیکھ کر حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کے دار الحرب ہونے کا فتویٰ جاری کر دیا جس کے نتیجہ میں ۱۸۸۶ء میں تحریک شہیدین کا آغاز ہوا جس کا انجام ۶ مئی ۱۸۳۱ء میں بڑے بڑے علماء فضلاء اور مشائخ کی شہادت کی صورت میں نکلا بظاہر ناکامی کے باوجود سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی لگائی ہوئی آگ پورے برصغیر میں سلگ رہی تھی چنانچہ ۱۸۵۷ء کی ایک صبح جب انگریزوں نے سلطنت مغلیہ کا چراغ گل کر کے بہادر شاہ ظفر کو جلاوطن کر دیا، علماء، فضلاء اور مشائخ انگریزوں کی بربریت کا نشانہ بنے، جابجا پھانسیاں گاڑی گئیں تو سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی سلگائی ہوئی آگ پورے ہندوستان میں "تحریک آزادی" کی شکل میں بھڑک اٹھی تحریک آزادی کا سفر شروع ہوا تو اس میں ہندو بھی شریک تھے لیکن قائدانہ کردار مسلمانوں ہی کا تھا جو اس تحریک میں جہاد فی سبیل اللہ کے جذبہ سے کام کر رہے تھے۔ خصوصاً تحریک شہیدین کے فیض یافتگان کا کردار بڑا سرفروشانہ تھا۔ تحریک آزادی ناکام ہوئی تو انگریزوں نے ہندوستان پر تادیر سامراجی تسلط قائم کرنے

کے لئے دوطرح کے اقدام کئے۔ اولاً جہاد جو کہ مسلمانوں کے لئے جس میں خون کی حیثیت رکھتا تھا کا تصور ختم کرنے کے لئے اپنے قدیم وفادار خاندان کے ''گل سرسبد'' مرزا غلام احمد قادیانی کی آبیاری کی گئی (اس کا مفصل ذکر آگے آئے گا) ثانیاً مسلمانوں کو ان کے قائدانہ کردار کی سزا دینے کے لئے زندگی کے ہر میدان میں پیچھے رکھنے کا فیصلہ کیا گیا چنانچہ کلیدی عہدوں سے انہیں ہمیشہ کے لئے الگ کر دیا گیا ان پر ہر معاش کے دروازے بند کر دیئے گئے ان کی جائدادیں ضبط کر لی گئیں ان کے اوقاف اور جائیدادوں کو ضبط کر لیا گیا جن سے ان کے مدارس چلتے تھے مجاہدین پر مقدمات قائم کر کے ان پر مصائب و آلام کے پہاڑ توڑ دیئے گئے انہیں طرح طرح سے ذلیل اور رسوا کیا گیا۔ تاکہ آئندہ کوئی شخص آزادی کا خواب تک دیکھنے کی جراءت نہ کر سکے ان مظالم کی تفصیل بڑی لرزہ خیز اور روح فرسا ہیں۔ کتاب ہذا کے ضمیمہ میں ان مظالم کی چند جھلکیاں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

انگریزوں نے جن علماء، فضلاء اور مجاہدین پر مقدمے قائم کئے ان کی روئداد بڑی ایمان پرور بھی ہے اور روح فرسا بھی۔ پانچ مقدمہ ہائے سازش ان سب میں سے زیادہ مشہور رہیں۔ مقدمہ سازش انبالہ ۱۸۶۴ء' مقدمہ سازش پٹنہ ۱۸۶۵ء' مقدمہ سازش راجہ محل ۱۸۷۰ء' مقدمہ سازش مالوہ ۱۸۷۰ء' مقدمہ سازش انبالہ ۱۸۷۱ء۔ ہم ان میں سے صرف ایک مقدمہ سازش انبالہ ۱۸۶۴ء کی روئداد کے بعض حصے یہاں پیش کر رہے ہیں۔

۱۶ دسمبر ۱۸۶۳ء کو مولوی محمد جعفر تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اپنے علاقہ کے نمبردار تھے' اپنے چار ساتھیوں سمیت گرفتار ہو کر انبالہ جیل میں پہنچے۔ دو ماہ بعد مولانا یحییٰ علی صادق پوری (امیر المجاہدین) اپنے تین ساتھیوں سمیت گرفتار ہو کر اسی جیل میں آئے تفتیش شروع ہوئی تو پولیس کیپٹن پارسن' ڈی آئی جی پولیس میجر بمفیلڈ اور ڈی سی انبالہ کپتان ٹائی نے مولوی محمد جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا ''سازش کی تفصیل بتاؤ''۔ مولوی صاحب کا ایک ہی جواب تھا ''مجھے علم نہیں'' اس پر کپتان پارسن آپے سے باہر ہو گیا دیوانہ وار مولوی صاحب پر بید برسانے لگا ہر ضرب اتنی شدید تھی کہ ہاتھی پر پڑتی تو وہ بھی بلبلا اٹھتا مگر مولوی صاحب ضرب پر ضرب سہتے رہے پشت' بازوؤں اور ٹانگوں سے خون رسنے لگا لیکن ان کے منہ سے اف تک نہ نکلی اس حیرت انگیز قوت برداشت سے پارسن باؤلا ہو گیا جوش جنوں میں پیٹتا اور چنگھاڑتا رہا مولوی صاحب مار کھاتے کھاتے زمین پر گر پڑے مولوی صاحب زمین پر پڑے پڑے مار کھا رہے تھے اور چپ تھے کپتان مارتے مارتے تھک گیا اس کی طاقت جواب دے گئی مگر مولوی صاحب سے ایک لفظ نہ نکلوا سکا پارسن مایوس ہو کر باہر نکلا۔ داروغہ نے کوٹھری کا دروازہ بند کر کے تالا لگا دیا اور پولیس کپتان' ڈی آئی جی اور ڈی سی تینوں اپنی ناکامی پر تلملاتے بھناتے واپس چلے گئے مولوی صاحب کو اندازہ ہو گیا

کہ یہ لوگ اب انہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے مولوی صاحب کے ذمہ رمضان کے کچھ روزے باقی تھے وہ رکھنے شروع کر دیئے۔

اگلے روز پارسن پھر آدھمکا اور مشق ستم شروع کر دی کچھ دیر کے بعد مولوی صاحب کو ڈی سی کے بنگلہ پر لے گیا وہاں ڈی سی کے علاوہ ڈی آئی جی بھی موجود تھا ڈی سی کہنے لگا ''مولوی تم بڑے سمجھدار آدمی ہو اپنے علاق کی ممتاز شخصیت ہو ہم تحریری وعدہ کرتے ہیں اگر جہاد میں شریک دوسرے لوگوں کے نام بتا دو تو ہم تمہیں وعدہ معاف گواہ بنا کر رہا کر دیں گے اور اعلیٰ منصب بھی دیں گے۔'' مولوی صاحب نے بلا تامل یہ پیشکش ٹھکرا دی اور اپنا وہی موقف دھرا دیا ''مجھے معلوم نہیں'' پارسن مولوی صاحب کو بنگلے کے ایک الگ کمرے میں لے گیا جہاں پولیس کے چار پانچ نوجوان منتظر بیٹھے تھے۔ پارسن کمرے میں داخل ہوتے ہی چیخا ''اسے پکڑلو.......'' وہ خون خوار بھیڑیوں کی طرح جھپٹے اور مولوی صاحب کو اوندھے منہ فرش پر دے پٹکا اور اس بے رحمی سے پیٹنا شروع کیا کہ اللہ کی پناہ کمرے کے در و دیوار لرز اٹھے' مار مار کر تھک جاتے تو سانس لیتے' رکتے اور تازہ دم ہو کر مولوی صاحب کو لتروں' لاتوں اور بیدوں سے دھنکنے لگتے سارا دن اسی وحشیانہ مار پیٹ میں گزر گیا مولوی صاحب کی زبان پر مسلسل یہ دعا جاری تھی ''الٰہی یہ وقت امتحان ہے مجھے اس میں ثابت قدم رکھ'' مار پیٹ نے زبان خشک کر دی حلق میں کانٹے چبھنے لگے کئی بار نیم غشی کی حالت طاری ہوئی اس کے باوجود فولاد کی طرح سخت اور ناقابل شکست تھے صبح آٹھ بجے سے رات آٹھ بج گئے اور مار پیٹ جاری رہی انگریز افسر نے مایوس ہو کر جیل پہنچا دیا بنگلے سے باہر نکلے تو درخت کے پتوں سے روزہ افطار کیا سارا جسم زخموں سے چور تھا مگر مرد حق کا سر اب بھی بلند تھا انگریز مولوی صاحب کو سرنگوں کرنے میں ناکام رہے تھے۔

اپریل ۱۸۶۴ء میں گیارہ ''مجرمان عشق'' کی پہلی بار مجسٹریٹ کی عدالت میں پیشی ہوئی جن میں مولوی محمد جعفر اور امیر مجاہدین مولانا محمد یحییٰ علی صادق پوری اور باقی نو ان کے جانثار رفقاء تھے پیشی کے دوران نماز ظہر کا وقت آیا تو مولوی محمد جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے نماز پڑھنے کی اجازت مانگی' مجسٹریٹ بہادر فرمانے لگے ''تم لوگوں کے لئے مقدمہ ملتوی نہیں کیا جا سکتا۔'' یہ جواب سن کر سارے بلاکشاں اسلام عدالت کے اندر ہی زمین پر تیمم کر کے مولانا یحییٰ علی کی امامت میں نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ارد گرد پولیس اور فوج کے دو سو مسلح جوان بندوقیں اور سنگینیں تانے منتظر حکم تھے تین دن ان مجرموں نے ایسے ہی فرض عشق ادا کیا چوتھے روز مجسٹریٹ نے ایک ایک آدمی کو تین تین محافظوں کی حفاظت میں عدالت سے باہر جا کر نماز پڑھنے کی اجازت دے دی۔ ۲ مئی ۱۸۶۴ء فیصلہ کا دن تھا۔ ملزم ہتھکڑیوں' بیڑیوں اور طوق و سلاسل میں جکڑے ہوئے عدالت میں لائے گئے۔ عدالت کے جج ہربرٹ ایڈورڈز نے نفرت بھری نظر ملزموں پر ڈالی اور فیصلہ سنایا ''یحییٰ علی ولد الٰہی بخش' محمد جعفر ولد میاں جیون اور محمد شفیع ولد محمد تقی کو سزائے موت مع ضبطی جائیداد دی جاتی ہے۔ پھانسی کے بعد ان کی لاشیں گورستان جیل میں دفن کی

جائیں۔''

مولانا یحییٰ علی کا نورانی چہرہ فیصلہ سن کر کچھ اور بھی روشن ہو گیا سارے مقدمے کے دوران آیات قرآنی زبان پر رہیں فرمانے لگے اگر ہفت اقلیم کی بادشاہت بھی مل جاتی تو اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی اس سزا (شہادت) سے ہوئی۔ جج نے مولوی جعفر صاحب کو نفرت آمیز نگاہوں سے مخاطب کر کے کہا ''میں تمہیں پھانسی پر لٹکتا دیکھ کر بہت خوش ہوں گا تم نے اپنی ساری ذہانت اور لیاقت سرکار کے خلاف استعمال کی ہے۔'' مولوی صاحب نے بڑے سکون سے جواب دیا'' جان لینا اور دینا اللہ کا کام ہے وہ اس بات پر قادر ہے کہ میرے مرنے سے پہلے تمہیں ہلاک کر دے۔'' مولوی صاحب کی بات الہامی ثابت ہوئی چند دن بعد جج ناگہانی موت کا شکار ہو گیا۔ مقدمہ کے باقی آٹھ ملزموں کو حبس دوام بہ عبور دریائے شور مع ضبطی جائیداد کی سزا سنا دی گئی۔ پھانسی پانے والے تینوں مردان حق کے بارے میں انگریزوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ یہ لوگ سزا پانے پر بہت خوش ہیں چنانچہ سیشن جج کے فیصلہ کے خلاف جوڈیشنل کمشنر کی عدالت میں اپیل دائر کی گئی۔ ۱۶ دسمبر ۱۸۶۴ء کو ڈپٹی کمشنر انبالہ نے پھانسی گھروں میں جا کر جوڈیشنل کمشنر کا حکم سنایا کہ تم لوگ پھانسی پانے کو بہت محبوب رکھتے ہو اس لئے سرکار تمہیں تمہاری دل چاہتی سزا نہیں دے گی اس نے تمہاری سزائے موت' حبس دوام بہ عبور دریائے شور بدل دی ہے۔ جیل خانہ کے دستور کے مطابق تینوں قیدیوں کے سر اور داڑھی کے بال مونڈ دیئے گئے۔ مولانا یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ بار بار کٹی ہوئی داڑھی کے بال اٹھا کر فرماتے ''افسوس نہ کر تو اللہ کی راہ میں پکڑی گئی اور اس کی راہ میں کاٹی گئی'' مولانا یحییٰ علی رحمۃ اللہ علیہ صادق پوری اور ان کے رفقاء کرام ایک جیل سے دوسری جیل میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ دسمبر ۱۸۶۵ء میں جزائر انڈیمان (کالا پانی) پہنچا دیئے گئے۔ مولانا یحییٰ علی صادق پوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۸ سال قید با مشقت کاٹنے کے بعد ۱۸ جنوری ۱۸۸۳ء کو رہا ہو کر ہندوستان پہنچے اور اس مقدمہ کی روداد ابتلا ''تواریخ عجیب'' (معروف بہ کالا پانی کے نام سے رقم کی)۔

انگریزوں کے قائم کردہ باقی مقدمات بغاوت کی روئداد اپنی اپنی جگہ ایک الگ داستان استقامت وعزیمت ہے اللہ پر توکل کرنے والوں اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کی سیرت' کردار' قربانی' ایثار' تقویٰ اور خلوص کے واقعات پڑھنے کے بعد انسان سوچنے لگتا ہے کہ یہ واقعات واقعی زندہ حقیقت ہیں یا افسانے ہیں یہ لوگ ہم جیسے گوشت پوست کے انسان تھے یا کوئی دوسری پراسرار مخلوق تھے۔ اندلس کے میدان میں طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کو شاعر مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اشعار کی خوبصورت زبان عطا کی ہے وہ ایسے ہی عظیم انسانوں کے لئے تھی۔

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے جنہیں تو نے بخشا ذوق خدائی

دونیم ان کی ٹھوکر سے صحرا ودریا سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

حق وباطل کی کشمکش میں حق کا یہ کردار جو کبھی سعد ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور کبھی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مقدر بنا ' کبھی محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ اور کبھی طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے ادا کیا کبھی سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور کبھی الپ ارسلان رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے سامنے آیا' کبھی اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ اور کبھی سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے باطل سے برسرپیکار رہا' یہ سب ایک ہی کردار کے مختلف نام ہیں جو ازل سے زندہ ہیں اور ابد تک زندہ رہے گا خواہ دشمنان دین اسے مٹانے کے لئے کتنے ہی جتن کرتے رہیں

﴿يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِؤُا نُوْرَ اللهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللهُ مُتِمُّ نُوْرِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ﴾

" کافر لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پورا پھیلا کر رہے گا خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو" (سورہ صف آیت ۸)

جہاد......ایمان اور نفاق کے درمیان خط امتیاز

ایمان اور نفاق دو الگ الگ اور متضاد راستے ہیں اگر چہ بظاہر دونوں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔اہل ایمان بھی کلمہ گو اور منافق بھی کلمہ گو'اہل ایمان بھی نمازی اور روزدار'منافق بھی نمازی اور روزہ دار'لیکن جو چیز کھرے اور کھوٹے کو'سچ اور جھوٹ کو'ایمان اور نفاق کو ایک دوسرے سے الگ کرنے والی ہے وہ صرف جہاد ہی ہے میدان جنگ میں پہنچ کر اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کرنا'جہاد فی سبیل اللہ کا آخری مرحلہ ہے'لیکن اس آخری مرحلہ سے قبل کتنے ہی مراحل ہیں جن میں انسان کے ایمان کی ایک بار نہیں بلکہ سو سو بار آزمائش ہوتی ہے۔والدین کی محبت'اولاد کی محبت'بیوی کی محبت'اعزہ اقارب کی محبت'مال و دولت کی محبت'کاروبار کی محبت اور پر آسائش یا آرام دہ گھر کی محبت'زندگی کی محبت۔جو شخص محبت کی ان ساری زنجیروں کو توڑ کر صرف اللہ اور اس کے رسول کی محبت سے سرشار ہوتا ہے'وہی میدان جنگ تک پہنچ پاتا ہے'چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں وہی لوگ مسلمانوں کے ساتھ مل کر نماز روزہ کرتے تھے'اللہ کی راہ میں سر دھڑ کی بازی لگانے کا حکم نازل ہوا تو ان پر موت کا عالم طاری ہو گیا۔قرآن مجید نے ایسے لوگوں کی دلی کیفیت بڑے واضح الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

﴿فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّ ذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ
الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ﴾

''جب ایک پختہ سورت نازل کردی گئی جس میں جنگ کا ذکر تھا تو تم نے دیکھا کہ جن کے دلوں میں بیماری تھی وہ تمہاری طرف اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے کسی پر موت چھا گئی ہو۔'' (سورہ محمد آیت نمبر ۲۰)

غزوہ احد جو کہ قتال اور خون ریزی کے اعتبار سے سب سے بڑا معرکہ تھا'میں اس حقیقت کا عملی مظاہرہ اس وقت ہوا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے ایک ہزار افراد کا لشکر لے کر نکلے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ کے قریب مقام ''شوط'' پر پہنچے تو منافقین کا سردار عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں (ایک تہائی لشکر) کو لے کر الگ ہو گیا۔بہانہ یہ تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے اندر رہ کر جنگ کرنے میں میری تجویز مسترد کردی ہے حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ منافق جہاد سے راہ فرار اختیار کرنا چاہتے تھے۔دوسری طرف صادق الایمان لوگوں کا حال یہ تھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جنگ سے قبل مشاورت کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عہد کیا کہ ''اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے میں کوئی غذا نہ چکھوں گا یہاں تک کہ مدینہ کے باہر مشرکین سے اپنی تلوار کے ساتھ دو دو ہاتھ نہ کرلوں۔'' چنانچہ میدان

جنگ میں بہادری اور جراءت کے جوہر دکھاتے ہوئے خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے اور سید الشہداء کا خطاب پایا۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو کہ بدر میں شرکت سے محروم رہ گئے تھے انہوں نے مشاورت کے موقع پر عرض کیا۔ ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! ہم تو اس دن کی تمنا کیا کرتے تھے اور اللہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے اب اللہ نے یہ موقع فراہم کر دیا ہے اور میدان میں نکلنے کا وقت آ گیا ہے تو پھر آپ دشمن کے مدمقابل تشریف لے چلیں دشمن یہ نہ سمجھے کہ مسلمان ڈر گئے ہیں۔''

غزوہ احزاب میں خندق کھودنے کی وجہ سے غزوہ احد جیسا خونی معرکہ تو برپا نہ ہو سکا لیکن یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جس طرح پورے عرب میں اسلام دشمن قوتیں یک جان ہو کر ریاست مدینہ پر آن حملہ آور ہوئیں اگر غزوہ احزاب میں وہی دوبدو لڑائی کی صورتحال پیش آ جاتی تو اس قدر خون ریزی ہوتی کہ کشتوں کے پشتے لگ جاتے اس نازک صورت حال کی تصویر کشی خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان الفاظ میں کی ہے۔

﴿واذا زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر و تظنون باللہ الظنونا﴾

''اس وقت جب خوف کے مارے آنکھیں پتھرا گئیں کلیجے منہ کو آ گئے اور تم لوگ اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔'' (سورہ احزاب آیت نمبر ۱۰)

اس غزوہ نے بھی دونوں فریقوں کے ایمان کی اصل حقیقت کھول کر رکھ دی منافقین نے جنگ کی خطرناک صورحال دیکھ کر کہنا شروع کر دیا

﴿ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا﴾

''اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے (قیصر و کسریٰ) کے وعدے کئے تھے وہ سب دھوکہ اور فریب تھے۔'' (سورہ احزاب آیت نمبر ۱۲)

اور میدان جنگ میں یہ کہہ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت لینا شروع کر دی ﴿ان بیوتنا عورۃ﴾ ''مدینہ میں ہمارے گھر تو (مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنوقریظہ کی غداری کی وجہ سے) خطرے میں ہیں۔'' (سورہ احزاب آیت نمبر ۱۳)

اللہ تعالیٰ نے میدان جنگ میں منافقین کے اس فرار پر یوں تبصرہ فرمایا:

﴿قل لن ینفعکم الفرار ان فررتم من الموت او القتل واذا لا تمتعون الا قلیلا﴾

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہو اگر تم موت یا قتل سے بھاگو تو یہ بھاگنا تمہارے لئے کچھ بھی نفع بخش نہیں ہوگا

اس کے بعد زندگی کے مزے لوٹنے کا تھوڑا ہی موقع تمہیں مل سکے گا۔'' (سورہ احزاب آیت نمبر ۱۶)

منافقین کے اس طرز عمل کے مقابلہ میں سچے مومنین کا طرز عمل بھی ملاحظہ ہو۔

مسلمانوں نے جب کفار کے ٹڈی دل لشکر چاروں طرف سے آتے دیکھے تو ان کے دل بھی کانپ اٹھے۔ کلیجے خوف کے مارے منہ کو آگئے اور قرآن مجید کے الفاظ میں وزلزلوا زلزالا شدیدا یعنی اہل ایمان اس موقع پر بری طرح ہلا ڈالے گئے۔ لیکن اس ساری پر خطر صورتحال پر اہل ایمان کا ردعمل بالکل مختلف تھا انہوں نے کہا

﴿هذا ما وعدنا الله ورسوله وصدق الله ورسوله وما زادهم الا ايمانا و تسليما﴾

''یہ (آزمائش کی گھڑی تو) وہی چیز ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے وعدہ کیا تھا (کہ ایمان لانے کے بعد شدید آزمائشیں اور مصیبتیں تم پر آئیں گی جن کا مقابلہ کرنے کے بعد ہی تمہیں غلبہ نصیب ہوگا) اللہ اور اس کے رسول کی بات بالکل سچی تھی۔ اس واقعہ نے ان کے ایمان کے اور جذبہ تسلیم ورضا کو اور زیادہ بڑھا دیا۔'' (سورہ احزاب آیت نمبر ۲۲) چنانچہ اہل ایمان کے اس جذبہ صادق کی اللہ نے ان الفاظ میں تحسین فرمائی

﴿من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر وما بدلوا تبديلا﴾

''ایمان لانے والوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اللہ سے کیے وعدہ کو سچ کر دکھایا ہے ان میں سے کوئی اپنی نذر پوری کر چکا اور کوئی وقت آنے کا منتظر ہے اور انہوں نے اپنے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔'' (سورہ احزاب آیت نمبر ۲۳)

غزوہ تبوک میں بعض وجوہات کی بناء پر غزوہ احد اور غزوہ احزاب دونوں سے زیادہ سخت آزمائش کا موقع ملا اولا مسلمانوں کا مقابلہ آدھی دنیا پر پھیلی ہوئی وقت کی سب سے بڑی عسکری اور مادی قوت ......روم...... سے تھا ثانیا شدید گرمی کا زمانہ تھا سفر طویل اور پر خطر تھا ثالثاً معاشی لحاظ سے ملک کے اندر قحط اور عسرت کا دور دورہ تھا جس کی وجہ سے وسائل کی شدید قلت تھی۔ رابعاً نئے سال کی فصلیں کٹنے کے لئے تیار تھیں جہاد پر روانگی کا مطلب سالانہ پیداوار کے ایک بڑے حصہ کا خسارہ برداشت کرنا تھا چنانچہ اس غزوہ نے بھی منافقین اور مومنین کو چھانٹ چھانٹ کر الگ کر دیا۔ منافق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور مختلف حیلوں بہانوں سے رخصت چاہتے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بلا تامل رخصت عنایت فرما دیتے ایک منافق جد بن قیس نے حاضر ہو کر عرض کیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک حسن پرست آدمی ہوں ڈرتا ہوں کہیں رومی عورتوں کو دیکھ کر فتنے میں نہ پڑ جاؤں لہذا مجھے رخصت دے دیں۔'' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے تو رخصت دے دی لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی منافقانہ بہانہ سازی کا پول کھول دیا

﴿الا فی الفتنۃ سقطوا و ان جہنم لمحیطۃ بالکافرین﴾

''سنو یہ لوگ (جہاد میں شرکت نہ کر کے) فتنے میں تو پڑ ہی گئے ہیں اور جہنم نے ان کافروں (یعنی منافقوں) کو گھیر رکھا ہے (سورہ توبہ آیت نمبر ۴۹) بعض منافقوں نے گرمی کا بہانہ بنایا جس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا

﴿قل نار جہنم أشد حرا لو کانوا یفقھون﴾

''اے نبی ! ان سے کہو جہنم کی آگ اس سے زیادہ گرم ہے کاش انہیں اس کا شعور ہوتا۔'' (سورہ توبہ آیت نمبر ۸۱)

بعض منافقوں نے طویل سفر کی صعوبتوں اور تکلیفوں کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا

﴿یھلکون أنفسھم و اللہ یعلم انھم لکٰذبون﴾

''یہ لوگ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔'' (سورہ توبہ آیت نمبر ۴۲)

بعض منافقوں نے مومنین کے انفاق فی سبیل اللہ کا مذاق اڑایا جو زیادہ مال لے کر آتا اس پر ریا کاری کی پھبتی کسی جاتی اور جو کم مال لاتا اس کا یوں مذاق اڑایا جاتا کہ اس فنڈ کے ذریعے روم کے عظیم قلعے فتح کیے جائیں گے وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کے اس مذاق اور تمسخر کے جواب میں صرف ایک بات ارشاد فرمائی

﴿سخر اللہ منھم ولھم عذاب الیم﴾

''اللہ مذاق اڑانے والوں کو (دنیا میں ذلیل ورسوا کر کے) ان کا مذاق اڑاتا ہے اور (آخرت میں) ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔'' (سورہ توبہ آیت نمبر ۷۹)

اب ایک نظر اس جنگ میں صادق الایمان مسلمانوں کا طرز عمل بھی ملاحظہ ہو' اعلان جہاد ہوتے ہی سب مسلمانوں نے بلا تامل تیاری شروع کر دی جن لوگوں کے پاس زاد سفر نہیں تھا وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کہ ہمارے لئے بھی کوئی سواری کا بندوبست کر دیا جائے' لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سامان سفر مہیا نہ کر سکنے کی وجہ سے اہل ایمان حسرت ویاس سے آنسو بہاتے واپس آجاتے قرآن مجید نے ان لوگوں کا ذکر خیر ان الفاظ میں کیا

﴿ اذا ما اتوک لتحملھم قلت لا أجد ما احملکم علیہ تولوا و اعینھم تفیض من الدمع حزنا الا یجدوا ما ینفقون ﴾

''وہ لوگ جنہوں نے خود آ کر درخواست کی تھی کہ ہمیں سواریاں مہیا کی جائیں اور جب تم نے کہا کہ میں تمہارے

لئے سواریاں مہیا نہیں کر سکتا تو وہ مجبوراً واپس چلے گئے اور حال یہ تھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور انہیں اس بات کا بڑا رنج تھا کہ وہ اپنے خرچ پر شریک جہاد ہونے کی طاقت نہیں رکھتے۔'' (سورۃ توبہ آیت نمبر ۹۲) پھر جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد فنڈ کا اعلان فرمایا' تو مخلص اور سچے مسلمانوں نے قحط سالی اور عسرت کے باوجود ایسی نادر مثالیں پیش کیں جو رہتی دنیا تک اہل ایمان کو نیا جذبہ اور ولولہ مہیا کرتی رہیں گی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا سارا سامان اٹھا کر لے آئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھر کی ہر چیز نصف نصف کر لائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجموعی طور پر ۹۰۰ اونٹ ۱۰۰ گھوڑے ۴۰ کلو چاندی اور ۵ء۵۰ کلو سونا خدمت اقدس میں پیش کیا۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ ۲۹ء۵۰ کلو چاندی اور حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ ۱۳ء۵۰ ہزار کلو کھجوریں لے کر حاضر ہوئے۔ خواتین نے اپنے زیور اتار کر دے دیئے۔ ایک انصاری حضرت ابوعقیل رضی اللہ عنہ نے رات بھر کنواں چلا کر ۴ کلو چھوہارے اجرت حاصل کی' دو کلو بال بچوں کے لئے اور ۲ کلو جہاد فنڈ کے لئے لے آئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مخلص جانثار صحابی کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے حکم دیا'' ان چھوہاروں کو سارے مال کے اوپر بکھیر دو' یوں اس موقع پر دونوں کرداروں کی اصل حقیقت کھل کر سامنے آ گئی۔

غزوہ تبوک کے موقع پر مخلص مومنین اور منافقین کے علاوہ ایک تیسرے کردار کا ذکر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے 'جو تھے تو سچے اور مخلص مومن لیکن محض بشری کمزوری اور کوتاہی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے ان میں تین حضرات (کعب بن مالک رضی اللہ عنہ' ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ تبوک سے واپسی پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات سے جہاد میں عدم شرکت کی وجہ دریافت فرمائی تو سچ سچ بتادیا کہ کسی عذر کے بغیر کوتاہی ہوئی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے بائیکاٹ کا حکم دے دیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ زبانی حکم تینوں حضرات کے لئے ایک ایسی قید تنہائی ثابت ہوئی کہ جیسے شہر مدینہ کے زمین و آسمان ہی بدل گئے ہوں چالیس روز کے بعد حکم دیا گیا کہ اپنی بیویوں سے بھی الگ ہو جاؤ اس حکم پر بھی برضا و رغبت عمل کیا گیا۔ پچاسویں روز آسمانوں سے قبولیت توبہ کا مژدہ جان فزا نازل ہوا تو چہرے خوشی سے دمک اٹھے' مبارک سلامت کی آوازوں سے مدینہ منورہ کے گلی کوچے گونج اٹھے' قبولیت توبہ کی خوشی میں صدقات دیئے گئے۔

غزوہ تبوک کے اس تیسرے کردار پر غور کرنے سے جو اہم بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ جہاد کے موقع پر اگر کوئی شخص نیک نیتی سے بھی سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل گرفت ہے خواہ اس سے پہلے وہ خدمت

دین کے کتنے بڑے بڑے کارنامے کیوں نہ سرانجام دے چکا ہو۔

غزوہ احد ' غزوہ احزاب اور غزوہ تبوک کے حالات پر ایک نظر ڈالنے سے باسانی یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ایمان کو جانچنے کی کسوٹی صرف جہاد ہی ہے۔ جہاد کے موقع پر اللہ کی راہ میں تن من دھن قربان کردینا خالص ایمان کی علامت اور جہاد سے جی چرانا واضح طور پر نفاق کی علامت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث مبارکہ میں بھی یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ ''جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے کسی جہاد میں حصہ لیا نہ ہی کبھی اس کے دل میں جہاد کی خواہش پیدا ہوئی وہ نفاق کے ایک حصہ پر مرا۔'' (مسلم) لہٰذا ہم سب کو اس بات کا جائزہ لینا چاہئے کہ جہاد کے حوالہ سے ہم ایمان کے کس درجہ پر فائز ہیں؟

جہاد......دنیا میں عزت اور عظمت کا واحد راستہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہاں آخرت میں جہاد کے اجر عظیم کا تذکرہ فرمایا ہے وہاں دنیا میں اس سے حاصل ہونے والے ثمرات کا تذکرہ بھی فرمایا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿قاتلوهم يعذ بهم الله بايد يكم و يخزهم وينصر كم ويشف صدور قوم مومنين و يذ هب غيظ قلو بهم ويتوب الله على من يشآء و الله عليم حكيم ﴾

''ان سے لڑو اللہ تمہارے ہاتھوں سے ان کو سزا دلوائے گا اور انہیں ذلیل و رسوا کرے گا اور ان کے مقابلہ میں تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔بہت سے مومنوں کے دل ٹھنڈے کرے گا اور ان کے دلوں کی جلن مٹا دے گا اور جسے چاہے گا توبہ کی توفیق بھی عطا فرمائے گا۔اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا ہے۔'' (سورہ توبہ آیت نمبر ۱۴-۱۵)

سورہ توبہ کی مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کے نتیجے میں حاصل ہونے والے پانچ دنیاوی فوائد کا ذکر فرمایا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ذریعہ کفار و مشرکین کو سزا دلوائے گا۔

۲- مسلمانوں کے ہاتھوں کفار و مشرکین کو ذلیل و رسوا کرے گا۔

۳- کفار و مشرکین کے مقابلہ میں مسلمانوں کو فتح نصیب کرے گا۔

۴- کفار و مشرکین کے انجام بد کی وجہ سے مسلمانوں کو سکون اور راحت پہنچائے گا۔

۵- بعض کافروں اور مشرکوں کو جہاد کے نتیجے میں اسلام قبول کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائے گا۔

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے جہاد غزوہ بدر کے نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جنگ سے پہلے مسلمانوں کی جو حالت بتائی وہ یہ تھی۔

﴿واذ كروا اذ انتم قليل مستضعفون فى الارض تخافون ان يتخطفكم الناس﴾

''(اے مسلمانو!) یاد کرو وہ وقت جب تم تھوڑے تھے' زمین میں تم کو بے زور سمجھا جاتا تھا' تم ڈرتے تھے کہیں لوگ تمہیں مٹا نہ دیں۔'' یعنی جنگ سے پہلے مسلمان بے بس' بے زور اور ستم رسیدہ تھے کفار و مشرکین کے جبر و تشدد کا شکار تھے حتیٰ کہ انہیں ڈر تھا کہ کفار ہمیں ملیا میٹ ہی نہ کر دیں۔ جنگ کے بعد مسلمانوں کی حالت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

﴿فاو کم و أید کم بنصرہ و رزقکم من الطیبت لعلکم تشکرون﴾

"(جنگ کے بعد) اللہ نے تمہیں جائے پناہ مہیا کردی' اپنی مدد سے تمہارے ہاتھ مضبوط کیے اور تمہیں پاکیزہ رزق مہیا فرمایا تاکہ تم شکرگزار بنو"۔یعنی جنگ کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سرخرو کیا' عزت اور عظمت عطا فرمائی' سیاسی اور معاشی دونوں لحاظ سے مستحکم کردیا۔(ملاحظہ ہو سورہ انفال آیت نمبر ۲۶)

عہد نبوی کے غزوات کا بغور جائزہ لینے کے بعد یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مسلمانوں کی عزت' عظمت اور سربلندی کے گراف میں کمی بیشی کا تمام تر انحصار جہاد کے نتائج پر رہا۔غزوہ احد کے بعد یہ گراف کچھ مدت کے لئے نیچا ہوا لیکن اس کے بعد پیش آنے والے غزوات ۔احزاب' خیبر' موتہ' مکہ و حنین وغیرہ کے بعد یہ گراف بلند سے بلند تر ہوتا چلا گیا' یہ جہاد ہی کے ثمرات تھے کہ فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کو اتنی طاقت اور قوت حاصل ہوگئی کہ زمانہ جاہلیت کی تمام رسوم بزور ملیا میٹ کردی گئیں۔بیت اللہ شریف کو بتوں سے پاک کردیا گیا' پورے عالم عرب میں مراکز شرک ختم کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے دستے روانہ فرمائے۔یہ جہاد ہی کا نتیجہ تھا کہ سقوط مکہ کے بعد پورے عالم عرب کے قبائل وفود کی شکل میں از خود حاضر خدمت ہوکر دائرہ اسلام میں شامل ہونا شروع ہوگئے۔جہاد کے ذریعے حاصل ہونے والی عظمت' شان و شوکت اور سربلندی کا یہ نقطہ عروج تھا کہ آدھی دنیا پر حکومت کرنے والی سب سے بڑی فوجی قوت......روم جس نے ابھی اپنی مدمقابل عظیم قوت ایران کو شکست دی تھی' تبوک میں مسلمانوں کے مدمقابل آنے کی جرات نہ کرسکی اور رسول اکرم صلی ا علیہ وسلم تبوک میں بیس یوم انتظار کرنے کے بعد ساری دنیا سے اپنی طاقت اور قوت کا لوہا منوا کر مدینہ واپس تشریف لائے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱ ہجری (۶۳۲ء) میں دنیا سے تشریف لے گئے۔عہد صدیقی (۶۳۲ء تا ۶۳۴ء) میں نہ صرف عراق اور حیرہ جہاد کے ذریعہ سرنگوں ہوئے بلکہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے اور مدعیان نبوت کی سرکوبی اور فتنہ ارتداد کا استیصال بھی جہاد ہی کے ذریعے ممکن ہوا۔جہاد ہی کے نتیجہ میں ۶۳۵ء میں دمشق' ۶۳۶ء میں حمص' انطاکیہ اور بیت المقدس فتح ہوئے اور ۶۳۸ء میں پورے ملک شام پر اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ایران میں فتوحات کی ابتداء عہد فاروقی رضی اللہ عنہ (۶۳۴ء تا ۶۴۵ء) میں ۶۳۵ء میں ہوئی' ۶۴۲ء تک قادسیہ' مدائن' جلولا' حلوان' خوزستان' اصفہان' ہمدان' رے' طبرستان' آذربائی جان' آرمینیا' کرمان اور خراسان سب کے سب مفتوح ہوگئے۔۶۴۱ء میں مصر اور ۶۴۷ء میں تیونس فتح ہوا' ۶۵۵ میں جزائر یونان اور قبرص فتح ہوئے۔۶۷۰ء میں قیروان (تیونس کا شہر) فتح ہوا۔۶۷۴ء بخارا اور ۶۷۵ء میں سمرقند اسلامی حکومت میں شامل ہوئے۔۶۹۳ میں ساحل اطلس (اوقیانوس) اسلامی حکومت کا حصہ بنا'۷۰۰ء میں اسلامی

فوجوں نے ایشیائے کوچک پر قبضہ کیا۔ ۷۱۱ء میں جنرل محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے کراچی ملتان تک کا علاقہ فتح کیا۔ اسی سال یعنی ۷۱۱ء میں جنرل طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ جبرالٹر (اسپین) پر اترے اور اسپین کے علاوہ آدھا فرانس بھی سرنگوں ہوگیا۔ ۸۰۹ء میں کارسیکا اور ۸۱۰ میں جزیرہ سارڈینیا ۸۲۳ء میں کریٹ ۸۲۷ء میں سسلی ۸۴۶ء میں جنوبی اٹلی اور ۸۷۰ میں مالٹا مسخر ہوا۔ اندازہ فرمایئے کہ جہاد کی برکت سے صرف دو سو سال کے عرصہ میں بحیرہ اسود سے لے کر ملتان تک اور سمرقند سے لے کر فرانس تک تقریباً نوے (۹۰) لاکھ مربع میل کے وسیع رقبہ پر اسلامی سلطنت کا پھریرا لہرانے لگا اور مسلمان دیکھتے دیکھتے دنیا کی عظیم الشان سیاسی، تہذیبی اور تمدنی قوت بن گئے۔ جذبہ جہاد سے سرشار اور پے در پے فتوحات کا یہی وہ سنہرا دور تھا جس سے متاثر ہوکر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ''ترانہ ملی'' کے یہ شعر لکھے۔

تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا
مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا

مسلمانوں کی عظمت جلال اور شان اور شوکت کے اس دور مسعود میں مسلمانوں کی دینی و ملی حمیت و غیرت کے بے شمار واقعات تاریخ کے صفحات پر جا بجا بکھرے پڑے ہیں۔

۶۶۲ء میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر قسطنطنیہ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اسی (۸۰) برس کی عمر کے باوجود اس مہم میں شرکت فرمائی۔ دوران سفر ایسے بیمار ہوئے کہ جاں بر نہ ہو سکے۔ مرتے وقت یہ وصیت فرمائی کہ ''میری میت سرزمین عدو میں جہاں تک لے جا سکو لے جا کر دفن کرنا۔'' امیر لشکر (وھو یزید بن معاویہؓ کما رواہ البخاری) نے ان کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے رات کے وقت ان کا جسد خاکی دفن کیا۔ قیصر روم کو اطلاع ملی تو اس نے پیغام بھجوایا ''تم لوگ جب یہاں سے واپس جاؤ گے تو ہم قبر کھود کر میت کی ہڈیاں باہر نکال پھینکیں گے۔'' قیصر کے اس گستاخانہ پیغام کے جواب میں امیر لشکر نے قیصر کو پیغام بھجوایا ''اگر تم نے ایسی حرکت کی تو اللہ کی قسم یاد رکھو مسلمانوں کی وسیع و عریض مملکت میں جتنے بھی گرجے ہیں سب کو منہدم کر دیا جائے گا اور سارے عیسائیوں کی قبروں کو اکھاڑ پھینکا جائے گا۔'' پیغام ملتے ہی قیصر نے جواب میں لکھا ''میں تو محض تمہاری دینی غیرت و حمیت کا امتحان لے رہا تھا۔ کنواری مریم کی قسم! ہم تمہارے نبی کے صحابی کی قبر کا احترام اور حفاظت کریں گے۔''

اموی خلیفہ ولید بن عبد الملک کے زمانہ خلافت (۷۰۵ تا ۷۱۵ء) میں عربوں کے سری لنکا کے ساتھ تعلقات بڑے خوشگوار تھے عرب تجارت کی غرض سے سری لنکا میں مقیم تھے ایک عرب تاجر کے انتقال پر راجہ نے تاجر کے پسماندگان کو ایک بحری جہاز کے ذریعہ بصرہ واپس بھجوایا۔ساتھ ولید بن عبد الملک کے لئے قیمتی تحائف بھی دیئے دیبل کے قریب سندھ کے ساحلی قزاقوں نے جہاز کو لوٹ لیا مردوں کو قتل کر دیا بچوں اور عورتوں کو قید کر لیا ان میں سے ایک عورت نے غائبانہ حجاج سے فریاد کی ''حجاج المدد ! حجاج کو خبر ملی تو اس نے جواب دیا ''لبیک'' اور اسی وقت دیبل کے راجہ داہر کو لکھا کہ ''عرب عورتوں کو واپس بھیج دو'' اس نے جواب دیا ''یہ کام بحری قزاقوں کا ہے میں مجبور ہوں۔'' حجاج بن یوسف نے راجہ داہر کی سرکوبی کے لئے پے در پے دو فوجی مہمیں بھیجیں جو ناکام ہوئیں تیسری مرتبہ حرب وضرب کے ماہر سترہ سالہ مجاہد محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کو اسلامی سپہ سالار بنا کر روانہ کیا جس نے کئی خون ریز معرکوں کے بعد نہ صرف راجہ داہر کو تہ تیغ کیا بلکہ کراچی سے لے کر ملتان تک کا علاقہ مسخر کر کے اسلامی سلطنت میں شامل کر لیا۔

۷۸۶ء میں قسطنطنیہ پر ملکہ اپنی حکومت کرتی تھی جسے رومیوں نے معزول کر کے نیسوفور کو بادشاہ بنایا اس نے ہارون رشید (۷۸۶ء تا ۸۰۹ء) کو لکھا کہ ''ملکہ اپنی خلقی کمزوری اور ضعف عقل کی وجہ سے تمہیں خراج ادا کرتی رہی ہے لہذا میرا خط ملتے ہی وہ ساری رقم واپس کر دو جواب تک وصول کر چکے ہو ورنہ تلوار فیصلہ کرے گی۔'' یہ خط پڑھ کر خلیفہ جوش غضب سے بھر گیا اور اسی خط کی پشت پر یہ جواب لکھ کر واپس کر دیا ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔امیر المومنین ہارون رشید کی طرف سے رومی کتے کے نام ! اے کافرماں کی اولاد میں نے تیرا خط پڑھ لیا ہے اس کا جواب سننے کی بجائے عنقریب تو اپنی آنکھوں سے دیکھے گا'' یہ جواب بھیج کر اسی وقت لشکر کو کوچ کا حکم دیا گھمسان کا رن پڑا نیسوفور کو شکست ہوئی اور اسے مجبوراً خراج دے کر صلح کرنی پڑی۔

۸۳۷ء میں قیصر روم توفیل (۸۲۹ء تا ۸۴۲ء) نے عراق کے ایک شہر زبطرہ پر حملہ کیا قلعوں کو خوب لوٹا قیدی مردوں کی آنکھوں میں گرم سلایاں پھیر کر ناک اور کان کاٹ ڈالے قیدی عورتوں میں ایک عورت نے ''وامعتصما !'' (یعنی اے معتصم میری مدد کر) کی فریاد کی۔معتصم باللہ (۸۳۳ء تا ۸۴۱ء) کو جب قیصر روم کے ان وحشیانہ مظالم اور عورت کی فریاد کی خبر پہنچی تو اس وقت دربار میں تخت پر بیٹھا تھا وہیں سے بیٹھے بیٹھے بولا ''لبیک لبیک'' (یعنی میں پہنچا میں پہنچا) تخت سے اترا اور اعلان جہاد کروا دیا اور خود بغداد کے قاضی عبد الرحمان بن اسحاق کے روبرو جا کر وصیت کی کہ میری وراثت کا ایک تہائی اولاد کو ایک تہائی اقربا کو اور ایک تہائی فی سبیل اللہ دے دیا جائے اور خود لشکر لے کر رومیوں کے سب سے بڑے قلعہ ''عموریہ'' پر ٹوٹ

پڑا اور عموریہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

ہم نے چند واقعات بطور مثال پیش کیے ہیں ورنہ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مسلمان جذبہ جہاد سے سرشار تھے اور جہاد ان کی زندگیوں کا اوڑھنا بچھونا تھا تب مسلمان وہ عظیم قوم تھے کہ جس کسی نے ان کی غیرت اور حمیت کو للکارا نیست ونابود ہو گیا۔

جہاد کی برکات اور ثمرات کا اندازہ لگانے کیلئے اس گئے گذرے دور کی مثال جہاد افغانستان ہمارے سامنے ہے ، جب ایک کافر ملک لیکن دنیا کی سب سے بڑی فوجی قوت......سوویت یونین ...... نے افغانستان جیسے پسماندہ اور وسائل سے محروم مسلمان ملک پر غاصبانہ قبضہ کیا اور مسلمانوں نے جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر اس غاصب قوت سے ٹکر لینے کا عزم کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس مغلوب' بے کس اور بے بس قوم کے ساتھ وہ سارے وعدے پورے فرمادیئے جن کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ایک نظر درج ذیل حقائق پر ڈالئے۔

۱- دس سال کی انتہائی قلیل مدت میں آدھی دنیا پر حکومت کرنے والی عظیم فوجی قوت جس سے اس کی مدمقابل سپر پاور (امریکہ) بھی خائف تھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ہاتھوں ٹکڑے ٹکڑے کروادی۔

۲- دس سال تک سوویت یونین جس ملک پر قابض رہا اسے ذلیل اور رسوا ہو کر نکلنا پڑا سوویت یونین کی تاریخ میں ذلت وہزیمت کی سب سے پہلی مثال تھی۔

۳ افغانستان پر قبضہ کرنے کے بعد پاکستان پر قابض ہو کر گرم پانیوں تک سائی حاصل کرنے کے مکروہ عزائم بھی ناکام اور نامراد رہا۔

۴- جہاد افغانستان کے باعث پوری دنیا میں اسلام کی جنگ لڑنے والے مجاہدین اسلام کو زبردست تقویت حاصل ہوئی کشمیر ،فلسطین ،فلپائن 'بوسنیا اور چیچنیا میں ہونے والے خوں ریز معرکے اس کا واضح ثبوت ہیں۔

۵- کم وبیش ایک صدی سے مسلمانوں کی عظمت گم گشتہ کی امین ریاستوں پر سوویت یونین کا غاصبانہ قبضہ ختم ہوا اور وہاں مساجد اور مدارس کے تالے کھلے وہاں سے دوبارہ قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ان مسلمان ریاستوں کی تعداد اور ان میں بسنے والے مسلمان کے فیصد تناسب پر نظر ڈالئے اور اندازہ فرمایئے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے جہاد کے نتیجہ میں اہل ایمان کی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔

مسلمان آبادی	نام ریاست	مسلمان آبادی	نام ریاست
70فیصد	11- چرکس	95فیصد	1- آذربائیجان
62فیصد	12- قازقستان	95فیصد	2- تاجکستان
55فیصد	13- بشکیرستان	87فیصد	3- ازبکستان
55فیصد	14- تارستان	78فیصد	4- کرغیرستان
55فیصد	15- موروف	75فیصد	5- داغستان
53فیصد	16- شمالی اوستیہ	75فیصد	6- چیچنیا
50فیصد	17- ماری	75فیصد	7- ترکمانستان
50فیصد	18- ادمورتیا	70فیصد	8- جوجاچ
20فیصد	19- جارجیا	70فیصد	9- بلکاریہ
12فیصد	20- آرمینیا	70فیصد	10- اویغہ

6- سوویت یونین کی شکست وریخت کے نتیجہ میں کمیونزم کے ظالمانہ اور جابرانہ نظام سے آزاد ہوئے ہیں وہ یہ ہیں مشرقی جرمنی ہنگری بلغاریہ رومانیہ چیکوسلواکیہ۔

7- جہاد کے نتیجہ میں ایک سپر پاور کے یوں نشان عبرت بن جانے کے دنیا کی دوسری سپر پاور (امریکہ) اور اس کے حواری خزاں رسیدہ پتوں کی طرح جہاد کے لفظ سے لرزہ براندام ہیں ان پر اسی روز سے سرسام کی سی کیفیت طاری ہے جس روز سے سوویت یونین کا افغانستان سے جنازہ نکلا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں مسلمانوں کے عروج وزوال کی داستان صرف جہاد ہی سے وابستہ ہے جب کبھی بھی مسلمان جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے نہ صرف انہوں نے دنیا میں عزوشرف اور شان وشوکت حاصل کی بلکہ حیوانیت بربریت اور جہالت میں ڈوبی ہوئی انسانیت کو امن وسلامتی عدل وانصاف شرافت واخوت کے ساتھ ساتھ علوم وفنون اور تہذیب وتمدن کی روشنی سے بھی منور کیا۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے کئے ہوئے وعدے آج بھی اسی طرح سچ اور برحق ہیں جو محمد بن قاسم رحمہ اللہ اور طارق بن زیاد رحمہ اللہ میں تھا۔بقول مولانا ظفر علی خان رحمہ اللہ

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

ترک جہاد کا نتیجہ......دنیا میں ذلت ورسوائی

جہاد کے نتیجہ میں جہاں مسلمانوں کے لئے دنیا وآخرت میں بے حد وحساب انعامات سے نوازنے کا وعدہ کیا گیا ہے وہاں ترک جہاد کے نتیجہ میں مسلمانوں کو ذلت ورسوائی اور زوال کی خبر بھی واضح طور پر دی گئی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے ''جب تم لوگ جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کردے گا اس وقت تک دور نہیں کرے گا جب تک تم جہاد شروع نہیں کرو گے۔'' (ابوداؤد) ایک دوسری حدیث میں ارشاد مبارک ہے کہ ''عنقریب تم پر غیر مسلم اقوام اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانا کھانے والے (بھوکے لوگ) دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔'' عرض کیا گیا ''کیا اس وقت مسلمان تعداد میں کم ہوں گے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''نہیں ! بلکہ تعداد میں تم لوگ بہت زیادہ ہو گے لیکن تمہاری حیثیت ندی میں بہنے والی جھاگ سے زیادہ نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ دشمن کے دلوں سے تمہارا رعب ختم کردے گا اور تمہارے دلوں میں دنیا کی محبت اور موت کا خوف پیدا فرمادے گا۔'' (ابوداؤد)

ترک جہاد کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کی زبوں حالی کا اندازہ لگانے کے لئے کمیونزم کے ظالمانہ اور جابرانہ نظام کے تحت گذشتہ ستر (۷۰) برس گزارنے والی ریاستوں کے ماضی پر ایک نگاہ ڈال لیجئے۔ چند سال قبل حکومت روس کی دعوت پر پاکستانی ادیبوں کا ایک وفد روس کے تفریحی دورے پر گیا تو وفد کے ہر رکن سے پوچھا گیا کوئی ایسی جگہ ہے جسے دیکھنے کی آپ کو خواہش ہو؟ ایک خاتون رکن نے تاشقند کا نام لیا تو کمیونسٹ گھبرا گئے بڑی کوشش کی کہ وہ کسی اور جگہ کا انتخاب کرلے لیکن خاتون اپنی ضد پر اڑی رہیں وہاں جا کر خاتون نے جو کچھ دیکھا وہ یہ تھا کہ مساجد پر تالے پڑے ہوئے محرابوں میں جالے لٹک رہے ہیں گنبد اکھڑے ہوئے ہیں اندر چمگادڑوں نے ڈیرہ لگا رکھا ہے گھروں میں بوڑھی مائیوں نے خاتون کو گلے لگالیا... ''کیا تو اللہ کے گھر سے آئی ہے؟'' انہوں نے زیرلبی آواز میں پوچھا اور پھر اسے چومنے لگیں چوم چوم کر بے حال کردیا۔ساتھ ہی ان کے آنسو رواں تھے ...... بوڑھی مائیاں پچھلی کوٹھڑی میں نماز پڑھتی ہیں نوجوان لڑکے باہر پہرہ دیتے ہیں....قرآن چھپائے ہوئے رکھے ہیں دروازہ بجتا ہے تو دل ڈوب جاتے ہیں ''کوئی آ گیا'' روٹی' کپڑا مکان دینے والوں نے ''اللہ'' کو ملک بدر کر رکھا ہے''۔

یہ ذلت اور رسوائی بھی آج مسلمانوں پر ترک جہاد کی وجہ سے ہی مسلط کی گئی ہے کہ مصر کے ایک جید عالم نابینا عالم دین شیخ عمر عبدالرحمٰن کو ایک عیسائی حکومت نے محض اس بے بنیاد الزام میں عمر بھر کے لئے جیل میں ڈال رکھا ہے کہ انہوں نے

امریکہ کے ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں بم دھما کہ کی منصوبہ بندی کی تھی ۔یاد رہے کہ شیخ عمر عبد الرحمان نہ صرف حافظ قرآن ہیں بلکہ بخاری شریف کے بھی حافظ ہیں ۔شیخ کے بیٹے افغان جہاد میں حصہ لے چکے ہیں شیخ کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ دین اسلام کی سربلندی اور غلبہ کے لئے مسلمانوں کو اپنے دروس میں جہاد فی سبیل اللہ کی تلقین کرتے رہے ہیں ۔دنیا میں حریت فکر اور انسانی حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ملک کی جیل میں اس ساٹھ (۶۰) سالہ مسلمان عالم دین سے جو انسانیت سوز سلوک ہو رہا ہے اس کی رونگٹے کھڑے کر دینے والی تفصیلات خود شیخ عمر عبد الرحمان نے دنیا کے سارے مسلمانوں کے نام ایک مکتوب میں تحریر کی ہیں جو ملک کے مختلف رسائل اور جرائد میں چھپ چکا ہے ۔خط کے بعض حصے ملخصا یہاں درج کئے جاتے ہیں ۔

''جیل میں مجھے نماز اور جمعہ با جماعت ادا کرنے کی اجازت نہیں مجھے قید تنہائی میں رکھا گیا ہے کسی دوست یا عزیز کی ملاقات کے بعد مجھے دو مرتبہ برہنہ کیا جاتا ہے کپڑے اتارنے کے بعد حکم دیا جاتا ہے کہ میں رانیں کھول کر آگے کی طرف جھک جاؤں پھر وہ جانوروں کی طرح میری تلاشی لیتے ہیں میرے ارد گرد کھڑے ہو کر قہقہے لگاتے ہیں جو شخص معائنہ کرتے ہوئے زیادہ وقت لیتا ہے اسے تحسین کی نظر سے دیکھا جاتا ہے میرے ساتھ یہ ذلت آمیز اور انسانیت سوز سلوک اس لئے ہو رہا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور اس طرح کے سلوک کو میرے اللہ نے منع کیا ہے اس مشکل گھڑی میں شرمندگی اور ندامت سے میرا وجود پانی پانی ہو جاتا ہے اور دل چاہتا کہ اس سے پہلے کہ یہ لوگ میری تذلیل کریں زمین پھٹ جائے اور میرا وجود نگل لے۔''

یہ ذلت اور رسوائی بھی آج مسلمانوں کے حصہ میں ترک جہاد ہی کی وجہ سے آئی ہے کہ اسلام آباد میں بوسنیا کے سفارت خانہ کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق بوسنیا میں قتل وغارت اور خون ریزی کے صرف ابتدائی چھ ماہ (اپریل ۱۹۹۲ تا ستمبر ۱۹۹۲ء) میں ڈھائی لاکھ مسلمان شہید کئے گئے ۔۵ لاکھ بے گھر کئے گئے اور ۵۰ ہزار عفت مآب مسلمان خواتین کی آبروریزی کی گئی ۔ان اعداد وشمار سے بقیہ تین چار سال کے دوران بوسنیا میں مسلمان مردوں اور عورتوں سے ہونے والے ذلت آمیز اور انسانیت سوز مظالم کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔کشمیر کی صورت حال اس سے مختلف نہیں ۔آئے دن کشمیری مسلمان خواتین کی اجتماعی آبروریزی کی اذیت ناک اور ذلت آمیز خبریں اخبارات میں آتی رہتی ہیں ،بیت المقدس پر یہودیوں کا قبضہ ،بابری مسجد کا انہدام اور دیگر بے شمار المناک واقعات جو مسلمانوں کی دینی حمیت وغیرت کے لئے تازیانہ عبرت کی حیثیت رکھتے ہیں محض اس وجہ سے پیش آرہے ہیں کہ مسلمان اپنے دین (جہاد) سے کنارہ کش ہو چکے ہیں آج ساری دنیا کے مسلمان ملکوں میں قبرستان کا سا سناٹا ہے ،کوئی حجاج بن یوسف نہیں جو جیل سے چیخ چیخ کر پکارنے والے عمر عبد الرحمان کی فریاد کا جواب دے سکے آج کوئی محمد بن قاسم رحمہ اللہ اور معتصم باللہ نہیں جو ہزاروں معصوم اور عفت مآب مسلمان خواتین پر ہونے والے ظلم

اور تشدد کے جواب میں لبیک کہے؟ یہ بھی مسلمانوں کی جہاد سے غفلت اور انحراف کا نتیجہ ہے کہ نصف صدی سے ہمیں ایک چھوٹے سے خطہ زمین ''کشمیر'' کے چکر میں ڈال کر اس حقیقت سے غافل کر دیا کہ کشمیر سمیت پورا ہندوستان مسلمانوں کا ہے۔ سندھ میں محمد بن قاسم رحمہ اللہ کی آمد (۷۱۱ء) سے لے کر بہادر شاہ ظفر کی جلاوطنی (۱۸۵۷ء) تک ہزار سال سے زیادہ عرصہ مسلمانوں نے ہندوستان پر حکومت کی لیکن بعد میں انگریزوں اور ہندوؤں کی ملی بھگت کے نتیجے میں ہندوستان ہندوؤں کے قبضہ میں چلا گیا۔ ہماری نگاہیں آج بھی اسلام کے اس بطل جلیل اور رجل رشید کی راہیں دیکھ رہی ہیں جو اللہ کے حکم اخرجوھم من حیث اخرجوکم (۲:۱۹۱) یعنی ''کافروں کو وہاں سے نکالو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۹۱) پر عمل کرتے ہوئے دہلی کے لال قلعہ پر سبز ہلالی پرچم کا پھر یرا بلند کرے۔

دشمنان اسلام اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ جب تک مسلمانوں کے اندر جذبہ جہاد موجود ہے انہیں مغلوب اور مسخر کرنا ممکن نہیں لہٰذا ان کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کے اندر سے جذبہ جہاد ختم کیا جائے اس لئے دشمنان اسلام نے ایسی ایسی جہاد دشمن تحریکیں برپا کیں جن پر بظاہر اسلام کی چھاپ نظر آتی ہے لیکن ان کا اصل مقصد مسلمانوں کے عقائد و اعمال سے جہاد کو ختم کرنا ہے۔

اس سلسلہ کی سب سے پہلی اور قدیم ترین تحریک عبداللہ بن سبا یہودی کی برپا کی ہوئی باطنی تحریک ہے جو یمن کا رہنے والا تھا۔ عہد فاروقی یا عہد عثمانی میں منافقانہ طور پر مسلمان ہوا تا کہ دین اسلام کی جڑیں کھوکھلی کر سکے۔ مدینہ منورہ، بصرہ اور شام کے بعد مصر میں قیام کے دوران ''سبائی گروہ'' بنانے میں کامیاب ہو گیا۔ یہی گروہ بعد میں پیدا ہونے والے تمام باطنی فرقوں کے عقائد و افکار کی بنیاد بنا۔ باطنی فرقوں میں سے صوفیاء کے گروہ نے جہاد بالسیف کو مسلمانوں کی زندگی سے خارج کرنے کے لئے رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر ''ہم چھوٹے جہاد (یعنی جہاد بالسیف) سے بڑے جہاد (یعنی ریاضت اور مجاہدہ) کی طرف لوٹ آئے ہیں۔ جیسی احادیث وضع کیں۔ مکاشفہ، مراقبہ، مجاہدہ، وجدان اور چلہ کشی جیسی ہندوانہ طرز کی ریاضت اور پوجا پاٹ کے طریقے وضع کر کے مسلمانوں کی زندگیوں سے جہاد بالسیف کا مکمل طور پر خارج کر کے گوشہ نشینی کی ان خود ساختہ عبادات کو مسلمانوں کا دین بنا دیا۔ جہاد بالسیف سے فرار ہو اور گوشہ نشینی اختیار کرنے سے پیدا ہونے والے نتائج پر الفکر الصوفی کے مقدمہ میں کیا گیا تبصرہ بڑا بصیرت افروز ہے جو کہ نذر قارئین ہے۔

''صوفیہ کے اس گوشہ نشینی کے نظریہ نے مسلمانوں کو جتنا نقصان پہنچایا شاید ہی کسی اور وجہ سے پہنچا ہو اس نظریہ نے مسلمانوں سے جہاد کی روح کو ختم کر کے دنیا میں ذلیل اور رسوا قوم بنا دیا اور ایسے افعال سے مجاہدہ نفس شروع کیا جس سے

انسانیت کو بھی شرم آنے لگے۔ ان کی یہ تعلیم پوری قوم کے لئے مارفیا کے انجکشن کی حیثیت رکھتی ہے۔دسویں صدی ہجری کے اواخر میں اس نظریہ نے مسلمانوں کو اس قدر مفلوج، کاہل اور بے فہم بنا دیا تھا کہ وہ فرانسیسی فاتحین کے حموں کا دفاع جامعہ ازہر میں بیٹھ کر اوراد و وظائف سے کر رہے تھے۔ نابلیون کا انتخاب کر کے اسے صوفیاء کی گوڈری پہنائی گئی اور اس کی رہنمائی میں ذکر وفکر کی مجالس قائم کی گئیں۔ بخاری شریف کا ختم بھی کرایا گیا' لیکن ان سب باتوں کا کچھ بھی فائدہ نہ ہوا اور مسلمان مار کھاتے رہے۔ بالآ کر جب مسلمان مجاہدین نے یورپ کی سرزمین میں لوگوں سے جنگیں کیں تب جا کر حالات نے پلٹا کھایا۔''

ایک اور جہاد دشمن تحریک ''بہایت'' یا ''بابیت'' کے نام سے انیسویں صدی میں برپا کی گئی جس کا محرک ایک روسی جاسوس ''کنیاز دالگورکی'' تھا جو اصلاً یہودی تھا لیکن منافقانہ طور پر مسلمان ہوگیا۔ بہایت کا بانی ایک ایرانی باشندہ بہا اللہ تھا جس کا اصلی نام مرزا حسین علی تھا۔ اس نے ۱۸۶۷ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ ۱۹۱۸ء میں حکومت برطانیہ نے بہا اللہ کو ''سر'' اور ''او بی ای'' کا خطاب دیا جس کے بعد بہایت کے تعلقات صیہونیت کے ساتھ بہت مستحکم ہوگئے۔ یاد رہے کہ آج کل بہایت کا مرکز اسرائیل کے شہر ''حیفا'' کے مقام پر ہے بہائی نماز پڑھتے وقت اپنا رخ حیفا کی طرف کرتے ہیں اور حج بھی وہیں کرتے ہیں۔ دنیا کے ۱۸۰ ممالک میں ان کے ۲۸ ہزار ۲ سو سترہ (۲۸۲۱۷) چھوٹے بڑے مراکز قائم ہیں۔ صرف امریکہ کے ۷۰ ۲۵ شہروں میں ان کے دفاتر موجود ہیں اقوام متحدہ میں ان کا اپنا الگ دفتر ہے۔ اس تحریک کا راست مقصد مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد مٹانا' اسلام کے الہامی اصولوں' شاندار ورثے اور اخلاق کریمانہ سے منحرف کرنا ہے۔

ایک اور جہاد دشمن تحریک ''قادیانیت'' کے نام سے برصغیر ہند میں انیسویں صدی کے آخر میں پیدا کی گئی جیسا کہ اس سے پہلے ہم لکھ آئے ہیں کہ ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی جب ناکام ہوئی تو انگریزوں نے برصغیر ہند پر تادیر سامراجی تسلط برقرار رکھنے کے لئے دو طرح کے اقدام کئے اولاً جنگ آزادی میں حصہ لینے والے مسلمانوں پر بے پناہ ظلم وستم ڈھائے گئے ثانیاً مسلمانوں کے عقائد و اعمال سے جہاد کا تصور ختم کرنے کے لئے ایک نئے فرقے ''قادیانیت'' کی بنیاد رکھی گئی جس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی تھے جو ابتداً سیالکوٹ کچہری میں عرضی نویس تھے' ۱۸۸۰ء میں انہوں نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور ۱۸۹۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔

مرزا صاحب نے انگریزوں کا یہ مقصد کس حد تک پورا کیا اس کا اندازہ خود مرزا صاحب کی تحریروں کی روشنی میں کیا جا سکتا ہے۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ بعض احمق سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ کے خلاف جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ سو یاد رہے کہ ان کا سوال نہایت

حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر ادا کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا؟ میں سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی ایک بدکار اور حرامی آدمی کا کام ہے۔ (الفضل ج ۲۷ مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۹ء)

۲- میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے جہاد کے معتقدین کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھ کو مسیح اور مہدی جان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار ہے۔ (اشتہار مرزا صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم)

۳- میرے پانچ اصول ہیں جن میں سے دو حرمت جہاد اور اطاعت برطانیہ بھی ہیں۔ (تلخیص از تبلیغ رسالت، ص ۱۰۷)

۴- میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض ہے اور جہاد حرام ہے۔ (تبلیغ رسالت جلد سوم، ص ۳۰۰)

یہ تھے وہ مقاصد جنہیں قادیانی تحریک نے بدرجہ اتم پورا کیا۔ قادیانیت آج تک اپنی اس بے لوث وفاداری کا انگریزوں سے خوب خوب صلہ وصول کر رہی ہے۔

ہم نے یہاں اہم جہاد دشمن تحریکوں کا ذکر کیا ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اسلام دشمن طاقتیں ہر زمانے میں مسلمانوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے نئی سے نئی سازشیں اور نئی نئی منصوبہ بندیاں کرتی چلی آ رہی ہیں۔

یہاں اس بات کا تذکرہ بے محل نہ ہوگا کہ دشمنان اسلام کو مسلمانوں کے نماز، روزے، صدقہ خیرات یا حج عمرے سے کبھی پریشانی نہیں ہوئی ان کے لئے پریشانی کا باعث صرف جہاد ہی ہے جو ان کی فرعونیت، باطل پرستی اور خواہشات نفس کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے یہی وجہ ہے کہ جہاد افغانستان، جس میں شامل ہونے والے عرب و عجم کے ہزاروں مجاہدین نے تاریخ اسلام کا ایک ایسا سنہری باب رقم کیا ہے جس نے دشمنان اسلام کی نیندیں حرام کر دی ہیں، کے بعد بین الاقوامی سطح پر جہاد کے خلاف زبردست گمراہ کن پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ افغانستان کے اندر خود ساختہ خانہ جنگی کے بعد یہ کہا جا رہا ہے کہ جہاد افغانستان اپنے ثمرات کے اعتبار سے بالکل بے ثمر اور غیر مفید جنگ تھی سوائے لاکھوں انسانوں کی ہلاکت اور ملک کی بربادی کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ وہی مجاہدین جو پہلے حریت پسند تھے اب انہیں دہشت گرد اور ڈاکو باور کرایا جا رہا ہے مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے صدیوں پرانے سرچشمے اور جامعات کو دہشت گردی کے مراکز کہا جانے لگا ہے اور مسلم ممالک میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے اس ''دہشت گردی'' سے نپٹنے کے لئے بین الاقوامی منصوبے ترتیب دیئے جا رہے ہیں کبھی ''حقوق نسواں'' اور کبھی ''منصوبہ بندی'' جیسے دلفریب ناموں سے بین الاقوامی کانفرنسیں منعقد کر کے مسلمان ممالک میں فحاشی اور بے حیائی کا طوفان بلاخیز لایا جا رہا ہے سیٹلائٹ انقلاب کی مروجہ علامت...... ڈش انٹینا...... کے ذریعہ عریانیت، موسیقی، ناچ

گانا اور لادینیت کا سیلاب گھر گھر پہنچا کر مسلمانوں کا رخ شمشیر وسناں سے طاؤس ورباب کی طرف پھیرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔

کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہ کامل نہ بن جائے

حال ہی میں ہندوستان کے آنجہانی وزیر اعظم راجیو گاندھی کی بیوی سونیا گاندھی کا یہ بیان قومی اخبارات میں شائع ہوا ہے کہ بھارت نے ثقافتی محاذ پر پاکستان سے جنگ جیت لی ہے اور اب بھارتی تہذیب اور کلچر بھارتی فلموں اور ٹی وی کے ذریعہ پاکستانی معاشرہ میں رچ بس گیا ہے اس طرح بھارت نے کوئی جنگ لڑے بغیر ایسی کامیابی حاصل کرلی ہے جو جنگ کے ذریعے ممکن نہ تھی۔

مذکورہ بیان میں دو باتیں بڑی واضح ہیں۔

۱- دشمن کا یہ اعتراف کہ میدان جنگ میں مسلمان ناقابل شکست ہے۔

۲- مسلمانوں کو شکست صرف اس صورت میں دی جاسکتی ہے کہ ان کا رخ شمشیر وسناں سے موڑ کر طاؤس ورباب کی طرف پھیر دیا جائے۔

کفار ومشرکین کی یہ پالیسی صرف پاکستان تک محدود نہیں بلکہ پوری دنیا میں مسلمانوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے ایسے ہی منصوبوں پر عمل کیا جارہا ہے لہذا ضروری ہے کہ مسلمان اپنی آنکھیں کھولیں مسلمانوں کو ذلیل اور رسوا کرنے کے لئے یہود وہنود کی سازشوں کو سمجھیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کو حرز جان بنالیں کہ جب تک مسلمان اپنے دین (جہاد) کی طرف نہیں پلٹیں گے اللہ تعالیٰ ان پر مسلط کی گئی ذلت اور رسوائی دور نہیں فرمائے گا۔(ابوداود)

کامیابی کے لئے کثرت سامان یا جذبہ ایمان؟

جہاں تک جہاد کے لئے سامان، وسائل اور افرادی قوت تیار کرنے کا تعلق ہے اس کے بارے میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ کا حکم موجود ہے کہ واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ''اور تم لوگ جہاں تک تمہارا بس چلے زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے دشمن کے مقابلے کے لئے تیار رکھو۔'' (سورہ انفال آیت نمبر ۶۰) جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ہمت کے مطابق جہاد کی تیاری کرنا اور وسائل جنگ مہیا کرنا عین مطلوب ہے اور شرعی حکم ہے جو بات سوال طلب ہے وہ یہ ہے کہ جہاد میں کامیابی کے لئے کثرت تعداد اور کثرت سامان اہم ہے یا جذبہ ایمان اہم ہے؟

اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لئے ہم ذیل میں ان جنگوں کے اعداد و شمار پیش کر رہے ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں لڑیں۔

نمبر شمار	جنگ	مسلمان		دشمن		نتیجہ
		تعداد	سامان جنگ کی تفصیل	تعداد	سامان جنگ کی تفصیل	
1	بدر	313	2 گھوڑے 70 اونٹ 60 زرہیں	1,000	100 گھوڑے 100 اونٹ 60 زرہیں	مسلمانوں کو فتح ہوئی
2	احد	700	2 گھوڑے 100 زرہیں	3000 مرد 15 عورتیں	200 گھوڑے 3000 اونٹ 600 زرہیں	مسلمانوں کا نقصان زیادہ ہوا دشمن مرعوب ہوکر ناکام لوٹا
3	احزاب	3000	نامعلوم	10,000	نامعلوم	مسلمانوں کو فتح ہوئی
4	خیبر	1400 مرد 20 عورتیں	" "	10,000		
5	موتہ	3000	" "	20000		
6	مکہ	10000	" "	قریش مکہ		
7	حنین	12000	" "	ہوازن، ثقیف مضر، جشم و دیگر قبائل		

جدول پر ایک نظر ڈالنے سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ تمام جنگوں میں دشمن کو تعداد کے اعتبار سے مسلمانوں پر کم ازکم تین گنا (جنگ بدر) اور زیادہ سے زیادہ چھیاسٹھ گنا (جنگ موتہ) برتری حاصل تھی۔ سامان جنگ کی جو تفصیل کتب تاریخ وسیر میں ملتی ہے اس میں دشمن کو مسلمانوں پر کم سے کم پچاس گنا (جنگ بدر میں ملاحظہ ہو گھوڑوں کی تعداد) اور زیادہ سے زیادہ تین ہزار گنا (جنگ احد میں ملاحظہ ہو اونٹوں کی تعداد) کی برتری حاصل تھی لیکن دشمن کی یہ کثرت تعداد اور فراوانی سامان کہیں بھی اس کے کام نہ آسکی۔ مسلمانوں کا جذبہ ایمان ان تمام جنگوں میں بھاری ثابت ہوا۔

جنگ بدر کے موقع پر جب مسلمان تعداد میں قلیل اور سامان جنگ میں تہی دست تھے اور خون ریز تصادم یقینی ہو چکا تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا تو مہاجرین میں سے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر ایمان ویقین سے بھرپور تقریر کی اور فرمایا ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! اللہ نے آپ کو جو راہ دکھلائی ہے اس پر رواں دواں رہئے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ واللہ ! ہم آپ سے وہ بات نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ ''تم اور تمہارا رب جاؤ اور لڑو ہم یہیں بیٹھیں ہیں'' (سورہ مائدہ آیت نمبر ۲۴) بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ اور آپ کے پروردگار چلیں لڑیں اور ہم آپ کے ساتھ لڑیں گے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ہمیں برک غماد (یمن کے آخری کونے کا ایک شہر) تک لے چلیں تو ہم دشمن سے لڑتے بھڑتے وہاں تک بھی جائیں گے۔''

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے بعد انصار سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر ان ایمان پرور جذبات کا اظہار کیا ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! ہم آپ پر ایمان لائے ہیں آپ کی تصدیق کی ہے اور یہ گواہی دی ہے کہ آپ جو کچھ لے کر آئے ہیں وہ سب حق ہے ہم نے سمع واطاعت پر آپ سے عہد کیا ہے لہذا آپ کا جو ارادہ ہے اس کے لئے پیش قدمی فرمائیے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ہمیں ساتھ لے کر سمندر میں کودنا چاہیں تو ہم اس میں بھی آپ کے ساتھ کود پڑیں گے ہمارا ایک آدمی بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ آپ بلا تامل کل ہمارے ساتھ دشمن سے ٹکرا جائیں۔''

یہ تھا مسلمانوں کا یہ جذبہ ایمان جس نے میدان بدر میں ممولے کو شہباز سے ٹکرا دیا اور ایسی فتح مبین عطا فرمائی کہ قرآن مجید نے اسے ''یوم الفرقان'' کا نام دیا۔

جنگ موتہ میں مسلمانوں کی تعداد صرف تین ہزار اور دشمن کی تعداد دو لاکھ تھی جن میں سے ایک لاکھ رومی سپاہ کیل

کاٹنے سے لیس اور ایک لاکھ عرب قبائل کے جنگجو تھے کثرت تعداد اور سامان جنگ اگر فتح وشکست کا معیار ہوتا تو مسلمان کبھی بھی دشمن کے سامنے آنے کی جراءت نہ کرتے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی وجہ سے جنگ شروع کرنے میں متامل تھے۔ لیکن مسلم فوج کے سپہ سالار حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ایمان افروز خطاب نے تمام صحابہ کرامؓ کو یکسو کردیا۔ حضرت عبداللہ رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''لوگو ! اللہ کی قسم جس چیز سے آپ کترا رہے ہو یہ تو وہی شہادت ہے جس کی طلب میں آپ نکلے ہیں یاد رکھو دشمن سے ہماری لڑائی تعداد قوت اور کثرت کے بل پر نہیں بلکہ محض ایمان کے بل پر ہے جس سے اللہ نے ہمیں نوازا ہے اس لئے اٹھئے اور آگے بڑھئے ہمیں دو بھلائیوں میں ایک بھلائی حاصل ہو کر رہے گی یا تو غالب آئیں گے یا شہادت سے سرفراز ہوں گے۔'' گھمسان کی جنگ ہوئی ایمان اور کفر کی ٹکر کا یہ عجیب وغریب منظر ساری دنیا نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھا قلت تعداد اور قلت سامان کے باوجود جذبہ ایمان نے کفر کی ہمالیہ جیسی سربہ فلک قوت کے غرور کو پاش پاش کردیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اقدس کے فوراً بعد ہر طرف فتنے اور شورشیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ جھوٹے مدعیان نبوت کا فتنہ' مانعین زکوۃ کا فتنہ' ارتداد کا فتنہ' ایک سے ایک بڑھ کر فتنوں کے ساتھ جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کا مسئلہ بھی درپیش تھا۔ صحابہ کرامؓ نے ان نازک حالات میں فوج کو دارالخلافہ سے بھیجنے کی مخالفت کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مدینہ میں اتنا سناٹا ہو جائے کہ درندے آکر میری ٹانگیں نوچنے لگیں تب بھی میں اس مہم کو جس کی روانگی کا حکم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دے چکے ہیں' نہیں روکوں گا۔'' مانعین زکوۃ کے خلاف جہاد کرنے کے بارے میں بھی صحابہ کرامؓ نے اختلاف کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اللہ کی قسم ! جو شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بکری کا ایک بچہ زکاۃ میں دیتا تھا اگر وہ دینے سے انکار کرے گا تو میں اس کے خلاف جہاد کروں گا۔'' ان مشکل ترین حالات میں یہ صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایمانی قوت ہی تھی جس نے تمام فتنوں کا استیصال کیا اور امت کی نئے سرے سے شیرازہ بندی کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت (۶۳۴ تا ۶۴۵) میں مسلمانوں نے ایران کے دارالخلافہ مدائن پر حملہ کرنا چاہا تو ایرانی فوج نے مدائن کے قریب دجلہ کا پل توڑ دیا تاکہ اسلامی لشکر آگے نہ بڑھ سکے اسلامی لشکر دریائے دجلہ پر پہنچا تو دریا عبور کرنے کا کوئی راستہ نہ تھا چنانچہ لشکر کے سپہ سالار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اللہ کا نام لے اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ انہیں دیکھ کر سارا لشکر دجلہ میں اتر گیا اور اطمینان سے دریا کو عبور کرلیا۔ ایرانی فوج دور کھڑی یہ ناقابل یقین حیرت انگیز منظر دیکھ رہی تھی اسلامی لشکر کنارے پہنچا تو ایرانی فوج ''دیو آمدند' دیو آمدند'' کہہ کر بھاگ نکلے اور ''شہنشاہ سلامت' یزدگرد

دارالخلافہ چھوڑ کر بھاگ گئے ۔تاریخ اسلام کا یہی وہ مشہور معرکہ ہے جس کے بارے میں شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ نے اپنی مشہور نظم "شکوہ" میں یہ شعر لکھا۔

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

یزگرد دارالخلافہ سے بھاگ کر حلوان پہنچا۔ اسلامی لشکر نے دارالخلافہ پر قبضہ کرنے کے بعد حلوان کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ یزگرد کو معلوم ہوا تو وہ حلوان سے بھی بھاگ گیا اور اسلامی لشکر نے حلوان کو بھی فتح کر لیا۔ یہ مسلمانوں کا فقط جذبہ ایمان ہی تھا کہ وہ جدھر کا رخ کرتے ہر چیز مسخر ہوتی چلی جاتی ورنہ تعداد اور سازوسامان کے اعتبار سے قیصر وکسریٰ مسلمانوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ طاقتور تھے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک کا ہی یہ واقعہ ہے کہ یرموک کے میدان میں مسلمان اور رومیوں میں خون ریز معرکہ ہوا جس میں مسلمانوں کی تعداد صرف تیں ہزار اور رومیوں کی تعداد دو لاکھ تھی۔مسلمانوں میں ایک ہزار صحابہ کرامؓ بھی تھے جن میں سے ایک سو بدری صحابہ تھے۔مسلمان بڑی بے جگری سے لڑے۔رومیوں کے ایک لاکھ سپاہی مارے گئے۔مسلمانوں کے صرف تین ہزار سپاہی شہید ہوئے اور مسلمانوں کو ایسی عظیم الشان فتح حاصل ہوئی کہ قیصر مایوس ہو کر شام سے قسطنطنیہ چلا گیا۔

۹۲ ہجری میں جنرل طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ اندلس میں جبرالٹر کے مقام پر اترے وہاں کے حاکم تھیوڈومیر سے مقابلہ ہوا جس میں تھیوڈومیر کو ایسی شکست ہوئی کہ اس نے خوف زدہ ہو کر شاہ اندلس راڈرک کو لکھا کہ ہمارے ملک پر ایسے آدمیوں نے حملہ کیا ہے نہ ان کا وطن معلوم ہے نہ ان کی اصلیت کہ کہاں سے آئے ہیں زمین سے نکلے ہیں یا آسمان سے اترے ہیں چنانچہ راڈرک ایک لاکھ کی فوج کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے خود آیا۔اسلامی لشکر کی تعداد صرف بارہ ہزار تھی۔طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے جنگ سے پہلے مختصر خطاب کیا" امابعد 'لوگو! میدان جنگ سے اب کوئی مفر کی صورت نہیں' آگے دشمن ہے پیچھے دریا۔اللہ کی قسم پامردی اور استقلال ہی میں نجات ہے اگر یہ دونوں باتیں موجود ہیں تو قلت تعداد سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور بزدلی' کاہلی' سستی' نامردی' باہمی اختلافات اور غرور کے ساتھ کثرت تعداد کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی' خبردار ذلت پر راضی نہ ہونا اور اپنے آپ کو دشمن کے حوالے نہ کرنا اللہ تعالیٰ نے مشقت' جفاکشی کے ذریعہ دنیا میں تمہارے لئے جو عزت وشرف اور راحت اور آخرت میں شہادت کا جو ثواب لکھا ہے اس کی طرف بڑھو اللہ کی پناہ اور حمایت کے باوجود اگر تم ذلت پر راضی ہو گئے تو بڑے گھاٹے میں رہو گے۔دوسرے مسلمان الگ تمہیں برے الفاظ سے یاد کریں گے جیسے

ہی میں حملہ کروں تم بھی حملہ کر دینا۔" اجنبی زبان' اجنبی ماحول اور اجنبی جغرافیہ کے باوجود جب مقابلہ ہوا تو راڈرک نے شکست فاش کھائی اور ایسا لاپتہ ہوا کہ تاریخ آج تک اس کا انجام بتانے سے قاصر ہے۔ راڈرک کی شکست کے بعد مسلمان اندلس کے تمام اہم صوبوں قرطبہ' طلیطلہ' تدمیر' قرمونہ' اشبیلیہ اور بطلیوس کو مسخر کرتے ہوئے فرانس کی سرحد دریائے روڈنہ تک پہنچ گئے اور فرانس کے بعض علاقے بھی فتح کیے۔ بحر روم کا سب سے بڑا جزیرہ سسلی بھی اسی زمانے میں فتح ہوا...... مورخین کا بیان ہے کہ اندلسیوں پر مسلمانوں کی اتنی ہیبت چھائی ہوئی تھی کہ انہیں کوئی روکنے والا نہ تھا۔ طارق بن زیاد رحمۃ اللہ جدھر کا رخ کرتا فتح وکامرانی ہمرکاب ہوتی اندلسی خود پیش قدمی کر کے صلح کرتے طارق آگے علاقے فتح کرتے جاتے اور موسیٰ بن نصیر رحمۃ اللہ علیہ پیچھے پیچھے صلح ناموں اور معاہدوں کی تصدیق کرتا جاتا۔

تاریخ اسلام اس بات کی شاہد ہے کہ کفار کے مقابلے میں مسلمانوں کو تعداد اور سامان جنگ کی برتری کبھی حاصل نہیں ہو سکی (الا ماشاء اللہ) مسلمانوں نے ہمیشہ اپنے جذبہ ایمان کی بنیاد پر میدان جنگ میں ایسے ایسے محیر العقول کارنامے سرانجام دیئے کہ دشمنوں کی کثرت تعداد اور کثیر سامان جنگ دھرے کا دھرا رہ گیا۔

ہمیں یہ حقیقت ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ مسلمان کا اصل ہتھیار اس کا ایمان ہے بم اور میزائل نہیں بم اور میزائل وہ اسلحہ ہے جو پڑا پڑا ناکارہ ہو سکتا ہے جسے دشمن چھین سکتا ہے یا جسے دشمن تباہ کر سکتا ہے لیکن ایمان وہ اسلحہ ہے جو نہ پرانا ہوتا ہے نہ اسے دشمن چھین سکتا ہے نہ اسے تباہ کر سکتا ہے' لہٰذا سامان جنگ اور اسلحہ کی تیاری اور حصول دینی' ملی اور قومی غیرت کے تحفظ کے ساتھ ہو تو بالکل بجا اور درست لیکن سامان جنگ اور اسلحہ کا ایسا حصول جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کی اسلامی اقدار' اسلامی روایات اور اسلامی شعار پامال ہوں یا مسلمانوں کے قومی وجود کو خطرہ ہو یا مسلمانوں کے دین اور ایمان پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہو تو یہ سراسر خسارے کا سودا ہے۔ ایمان کی قوت سلامت ہو تو قلت تعداد اور قلت سامان مسلمان کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتی لیکن ایمان سلامت نہ ہو تو اسلحہ کے کروڑوں ٹن بھی اسے فتح سے ہمکنار نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں کی فتح صرف اللہ پر ایمان اور توکل کے ساتھ مشروط ہے۔ تاریخ کی گواہی بھی یہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا قانون بھی

﴿ ولا تهنوا ولا تحزنوا انتم الاعلون ان كنتم مؤمنين ﴾

"دل شکستہ نہ ہو غم نہ کرو اگر تم مومن ہو تو تمہی غالب رہو گے۔" (سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۳۹)

قارئین کرام! جہاد افغانستان کے عالمی سطح پر دشمنان اسلام جس طرح جہاد کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کر رہے ہیں اور مجاہدین کے خلاف نفرت انگیز پروپیگنڈہ کا تابہ فلک شور وغوغا برپا کیا جا رہا ہے اس بات کی اشد ضرورت ہے

کہ اہل علم اس بے بنیاد اور گمراہ کن پروپیگنڈے کا موثر انداز میں جواب دیں ہم نے اپنی بساط کے مطابق اقوام عالم کی جنگوں کا غزوات مقدس سے تقابل کر کے جہاد کے اسلامی نقطہ نظر کو واضح کرنے کی اپنی سی کوشش کی ہے (جو ضمیمہ کی شکل میں شامل اشاعت ہے) ہمیں اس کاوش میں کہاں تک کامیابی ہوئی ہے یہ جاننے کے لئے ہمیں اپنے قارئین کرام کی آراء کا شدت سے انتظار رہے گا۔ضمیمہ کو پڑھنے کے لئے یہاں کلک کریں ☜

دشمنان اسلام کے شبانہ روز پروپیگنڈے سے مرعوب ہو کر بعض مسلم حکمرانوں کا اپنے اپنے ملک کے اندر مجاہدین کے ساتھ غیر اسلامی اور غیر انسانی رویہ بہت ہی افسوسناک اور شرمناک فعل ہے ایسے نازک حالات میں جو افراد اور جماعتیں اپنی قوت ایمانی کے بل پر مختلف ممالک میں جہاد کا علم بلند کئے ہوئے ہیں ہم ان کی عزیمت اور عظمت کو' ان کی جراءت اور بسالت کو سلام پیش کرتے ہیں اور دعاء کرتے ہیں کہ اے کائنات کے تنہا مالک ! اپنے فیصلے کو نافذ کرنے کی قدرت رکھنے والے جبار و قہار ! اے مجرموں سے انتقام لینے والے ! اے عاد و ثمود کو ہلاک کرنے والے ! اے آل لوط اور آل فرعون کو نیست و نابود کرنے والے ! اے اصحاب الاخدود اور اصحاب الفیل کا نام و نشان مٹانے والے ! آج دنیا کی ساری طاغوتی طاقتیں مل کر تیرے دین کو ملیا میٹ کرنا چاہتی ہیں مسلمانوں پر جا بجا ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں معصوم بچوں کو ذبح کیا جا رہا ہے عفت مآب خواتین کی عصمتوں سے کھیلا جا رہا ہے خوبصورت بستیاں ویران کی جا رہی ہیں سرسبز و شاداب وادیاں نذر آتش کی جا رہی ہیں رستے بستے گھر اجاڑے جا رہے ہیں اہل وطن بے وطن کئے جا رہے ہیں اور تیرے مٹھی بھر نام لیوا تیرے نام کے سہارے ہر جگہ باطل سے برسرپیکار ہیں اے بدر و حنین میں اپنے بندوں کی نصرت فرمانے والے' اپنے ان ناتواں اور بے سروساماں بندوں کی نصرت اور تائید فرما' ان میں اتحاد و اتفاق پیدا فرما' ان کے معاملات کی اصلاح فرما' ان کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کو ساری دنیا میں عزت اور عظمت عطا فرما' اے کتاب کے نازل فرمانے والے' اے جلد حساب لینے والے' لشکروں کو تنہا شکست دینے والے' دین کے ان دشمنوں کے قدم ڈگمگا دے' ان کے دلوں میں اختلاف پیدا فرما ان کو ساری دنیا میں ذلیل اور رسوا فرما' ان پر لعنت کر اور انہیں بدترین شکست دے اور ان پر ایسا عذاب نازل فرما جسے تو کبھی واپس نہیں پھیرتا۔آمین۔

کتاب کی نظر ثانی محترم حافظ عبدالسلام بھٹوی صاحب نے فرمائی جس کے لئے محترم حافظ صاحب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و آخرت میں بہترین انعامات سے نوازے۔آمین۔

﴿وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین﴾

محمد اقبال کیلانی عفی اللہ عنہ

۶ – محرم الحرام ۱۴۱۷ ھ

مطابق ۲۳ مئی ۱۹۹۶

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

- اُمتِ مسلمہ کی مردہ رگوں میں زندگی کی لہر دوڑانے اور دلوں ولولہ تازہ پیدا کرنے کا طریقہ.................................الجہاد
- اُمتِ مسلمہ کے جاہ و جلال اور شان و شوکت کا زرین عنوان..........الجہاد
- اُمتِ مسلمہ کی گم گشتہ متاعِ عزیز کا نقیب..............................الجہاد
- اُمتِ مسلمہ کی ذلّت وادبار اور زبوں حالی کا واحد علاج..............الجہاد
- اُمتِ مسلمہ کی عظمت رفتہ کی بازیابی کا ایک ہی راستہ...............الجہاد
- اُمتِ مسلمہ کے تابناک مستقبل کا ضامن................................الجہاد
- اُمتِ مسلمہ کے انحطاط پذیر کردار کو ازسر نو رفعت کردار سے آشنا کرنے کا بہترین ذریعہ..............................الجہاد
- اُمتِ مسلمہ کی دینی و ملی حمیّت و غیرت کا نقیب..........................الجہاد
- امتِ مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کا پہلا اور آخری زینہ.............................الجہاد

سمِ افرنگ کا تریاق

صحیح وقت پر کیا گیا فیصلہ قوموں کی حالت بدل دیتا ہے اور یہی فیصلہ کرنے میں کچھ دیر ہو جائے تو قوموں کی حالت بگڑ جاتی ہے۔ آج کے حالات میں اگر ہم مسلمان پاکستانی بن کر سوچیں تو ہم پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ہمارے بڑوں کے کئے گئے کچھ غلط فیصلے ہمارا سب کچھ تباہ کرنے کے لئے کافی ہیں لیکن اللہ نے ہمیں جس عقل وہمت سے نوازا ہے وہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم غلطیوں کا مداوا کر سکیں۔

ہمارا دشمن امریکہ جسے مسلم دنیا "**شیطان بزرگ**" کے نام سے بھی پہچانتی ہے لیکن اس سے بھی بڑا دشمن ہمارے اندر چھپا ہوا ہمارا نفس ہے جو ہمیں لایعنی خوفوں میں جکڑ لیتا ہے اپنے آپ کو کمزور کرنے اور امریکہ جیسی طاغوتی طاقتوں کو مضبوط کرنے کی تمام تر ذمہ داری ہم خود اپنے ناتواں کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں امریکہ جو مسلم دنیا کو تباہ کرنے اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کا عزم لے کر اٹھا ہے اپنی معیشت کے بل بوتے پر اترا رہا ہے اس کی معیشت کے اہم ترین ستونوں میں بڑی بڑی کمپنیاں اور ریستورنٹ قابل ذکر ہیں۔ بہت کم لوگ یہ بات جانتے ہوں گے دنیا کی سب سے زیادہ بزنس کرنے والی انڈسٹری امریکہ کی **Coca Cola** ہے۔ جس کی برانڈ ویلیو بلین ڈالرز ہے۔ **KFC** اور مکڈونلڈز اور امریکہ کے فاسٹ فوڈ ریستوران میں کراکری، فرنیچر سے لے کر سلاد کے ادنیٰ پتوں تک تمام چیزیں امریکی کمپنیاں باہر سے سپلائی کرتی ہیں۔ یعنی تمام پیسہ چاہے وہ کیچ اپ کا ہو، چکن کا ہو، بوتلوں کا یا سلاد کا ان ہاتھوں میں پہنچ کر انہیں مضبوط کر رہا ہے جو ہمارا گلا دبائے ہوئے ہے۔ امریکہ ہم ہی سے حاصل کیا ہوا پیسہ ہمیں ہی تباہ کرنے کے لئے استعمال کر رہا ہے اور ہم اس کا ہاتھ بٹا رہے ہیں۔

ایک مکڈونلڈز اور ایک **KFC** کو آگ لگا دینا ہمارے جذبات کو اظہار تو ہو سکتا ہے لیکن مسئلے کا مستقل حل نہیں۔ اس کے لئے ہمیں کسی بولڈ ایکشن کی ضرورت ہے۔ تحریک پاکستان میں اگر تحریک ترک موالات ہو سکتی ہے تو آج کیوں نہیں۔ آج بھی ہمارے جذبہ تحریک پاکستان کے دور ہی کی طرح جوان ہیں کیونکہ آج بھی ہماری بقاء کا سوال ہے اور ہماری کوششیں ہمیں ذہنی و معاشی غلامی سے نجات دلا کر سرخروئی عطا کر سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی

اللہ علیہ وسلم اپنی قوم اوراپنی آنے والی نسلوں کے سامنے یہ ثابت کرنے کا فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہے کہ کل کے لئے کون جعفر وصادق بن کرنا کامی وپچھتاوے کی چادر اوڑھے اپنے مکروہ فعل کے بدلے تا قیامت اپنے منہ پر غداری وکم ہمتی اور مصلحت کی سیاہی مل کر اپنے انہی بدمزاج اور گورے آقاؤں کی گولیوں کی بوچھاڑ کانشانہ بن کر اپنے ابدی انجام، جہنم کی ذلیل ورسوا کرنے والی عمیق گہرائیوں میں جاگرنے کو پسند کرتا ہے اور کون **شیر بنگال سراج الدولہ**رحمہ اللہ اور **شجاعت وبسالت کا پیکر ٹیپو سلطان**رحمہ اللہ بن کر شہادت کی تابناک خلعت پہنے قیامت کے روز اپنے آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا حق دار اور جنت کی ابدی نعمتوں کو اپنے لئے پسند کرتا ہے؟

اخوانکم فی الاسلام

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

www.ahlulhadeeth.net